

مخطوطات شاهی کتابخانه یونسف

نام کتاب: الجهد المقل في تنزيق المعز والمنزل - ۹

دارالعلوم یونسف ۲۳۱۲

نیم کتاب

محقق: شیخ الحداد محمد حسن صاحب دیوبند

مقام اشاعت: قزوین ساد هوره ضلع انباله

ذی وی ذی حجه

استخفا محمد بنیدر یونسف ۲ شعبان ۱۳۳۱ هـ

مجموعی صفحات ۹۲

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

الجهد المقل

في تنزيق المعز والمنزل

المعز والمنزل

تأليف: محمد بنیدر یونسف

دارالعلوم یونسف

طبع في المطبعه البكره في قزوین

وہنا ایک حکم دینے و سنا دینے کو دیکھنا، شاخص مذکورین کے لئے قتلہ قابل ہی نہ تھا بلکہ ہم حکم کا
کاتب نہ تھا من حیث الکاتب و شہرہ میں القلم بہ انصافات مع است و بنا بر حکم حکم حکم
کاتب اس جگہ کے انصافات مدایح نسبت با مع آن بسیار اور ان است از معی اول انجمنی اس
حضرات معقولین و جملہ اہل مدیح نے ایسا شور مچایا کہ خدا کی پناہ مسئلہ اسکاں انکی برکت کا شور
ہوا تھا اس مسئلہ کی وجہ سے مولانا رحمت اللہ علیہ اور انکے اتباع کی دونوں فرسے خوب لکھ کر
تکفیر و تقلیل کر کے موجب افتادہ مسیات ہوئے بعض صاحبوں نے جان بوجہ کہ کوجہ تعصب
و کثرت ریاست اور بعض نے بوجہ قلت فہم و غلبہ مہالت مسئلہ مذکورہ کو ایسے الفاظ سے
تفسیر کرنا شروع کیا کہ وہ نظام موجب نظر و غور و شواہد ہوا کہ خود کی قدرت ہے کہ مولانا اسماعیل صاحب
راشال تو کا قزو خارج از اہل سنت ہوں جنہوں نے علاوہ اور کمالات دینی کی ہدایت خالق پرست
عربیہ کی اور علامہ کلمہ الدین جان دینے سے بھی دریغ نہ کیا اور کمال ایمانی و طریقہ سنت
از نحو تعصب ہوا کہ حلیہ ہمت انہما کی البدلہ اور بعض دنیا طلبی بوجہ حضرات نے ہزاروں
لوہم شرکاء و بدعت سے چہرہ از عراض سے تیسرے پر لایا وہ طریقہ حکام و سنت و محرم کہلائیں اور
بوجہ احباب اولیاء اللہ و صلحا کے کافرو گمراہ بنائے تین شب و روز ساعی ہوں وہ کچے مسلمان
اور بیخ شریعت و سنت گئے جا میں اسکو ویکہ کہ حضرت عبدالمدین عمر کا وہ بیکہ ہوا وہ ہوں نے
حضرت عبدالمدین زبیری کی نہادت کے بعد غریبا ہوا جبکہ حجاج نے انکو قتل کیا تھا اور زبان سے
دیکے عیب گوئی و تنقیص کرتا تھا یاد آتا ہے انا و والد لانا انت شر ما لامنہ سورہ فی ردیہ لانا
خیر یا جملہ سبب ان دونوں فرقوں کی زبانہ از معی و بارہ تکفیر صاحب تقویہ الایمان زیادہ ہونی
اور تصدیقہ رسائل کی نوبت آئی تو اسوقت مولوی حیدر علی صاحب غیرہ علماء نے حضرت
مولانا محمد اسماعیل کی طرف سے مخالفین کو جو ابد سے اور احقاق حق اور دفع بہتان مخالفین
پر گراؤ دہی چنانچہ وہ رسائل طبع بھی ہو چکے ہیں کچھ عرصہ کے بعد یہ فتنہ فرو ہوا اور یہ شور
و غصہ کم ہو گیا مگر مخالفین کے قلوب میں مولانا اسماعیل اور انکے اتباع کی عداوت ایسی
راسخ ہو گئی کہ ابھی تک یہ اور پیرا کر اسٹل انکے شیعہ شریات ایمانی میں گنا جاتا ہے اور
بالخصوص عید میں کا قزو شاخص ہی ہو گیا ہے سبحان اللہ تمام زمانہ ان حضرت شاہ صاحب

کہ جو خدات ملاوہ کمال علمی کے تقویٰ اور صلاحی میں بھی خیر الہی اور بے نظیر ہون مولانا
 موصوف کی اس خرابی اطلاع ہوں بلکہ سب اہل علم و عمل کے عاج ہوں اور ان کے نفوذ و خدات
 پر مطلع ہوں تو کون غلط و صلحا سے بدالوں اور وہ حضرات کہ جنگل امور و علوم و دینی کی وجہ سے
 امور دینی کے طرف متوجہ ہوئی ہویت بھی نہ آئی ہو یا جملہ دینی میں یہ شوگر ہو گیا تھا اس میں تاخیر
 تو بہت دیرین حلفت و حجت غلط مولوی عبدالحامد صاحب راہپور ہی نے جو کہ ایک مدت سے میری
 میں شیخ الہی بخش مرحوم کے مکان پر یہ تعلیم اطفال فقیر میں اور اپنے اسے عمرت یہ مانتا کہ وہ
 راہب میں وقتا فوقتاً مسائل فقیر میں بھی کر کے ایک سال اس کو سیدھا ہوا اور اس طرح اس کے حجت میں ترقی
 کر کے طبع کر اگر کچھ پر اسے قصد کو کیا یا جسکے عجیب سے علوم ہوتا ہے کہ جتنے بدعات دینی سب
 موجب ترقی و حسنات و باعث ترقی درجات میں خود بالمدد میں ان کے بدعات سے جسکی ترقی و
 ثواب اور ان کے منکرین پر بد و خطاب کہل کہلا اوکین موجود ہے رخ چہ والہ راستہ و دیگر کہت
 ہر داغ و داروہ اور علمات و شریعت و صلحا راہمت تھی کہ سلف صاحبین کو بھی نشانہ طعن و ہمارا
 بنایا ہے مشہور رسالہ میں بنی قالمین اس مکان کی ایک اور بنیاب سرور کا منات بلکہ اسلام کے
 مجدد بنی انوشیروان و جرجہ حدیث میں موجود ہے اور و ترکی ایک کہت پڑھنے والو پر سخت الفاظ کے
 ساتھ طعن کیا ہے نیز اور وہی پورا ناروٹا ہے جو موافق مذکور کے سلف کر پکے تھے کہ و ترکی ایک کہت
 پڑھنے والو پر جسکے بارہ بنی احادیث و صحاح موجود ہیں اور بعض حضرات صاحب شمس عبدالمعین و عبدالمعین
 بن عباس وغیرہما اور بعض امیر شمس امام شافعی و امام احمد و حنفی و شافعی و احمد و حنفی و شافعی و احمد و حنفی
 کیا مذکور ہے کہ ان موافق مذکور ہی کا صاحب نے بعد اقصیٰ کہ علمائے شیعہ و علمائے سنیہ و علمائے اہل
 و اہل کے خود مفسر اس امر سے ایک دو سترہ طعن نہیں کر سکتا مولف مذکور کو اس اہل اجتہاد و اہل
 حقیقت معلوم ہوئی تو ایسا کسی نہایت موجب موافق مذکور نے اپنے رسالہ میں اہل سنت پر اہل
 مذکور ہی کی تو اسکی ترقی میں براہین قاطعہ بنیاب مولوی فطیل احمد صاحب سنیہ و شیعہ و اہل مذکور بنیاب
 مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب احمد علیہ کی طرف سے طبع ہو کر مشہور ہوئی باوجودیکہ اوپر اس
 میں بدعات و بدعت و بدعت و بدعت مذکور نے منتخب مستحسن کہا ہے اور سب تاہم اس پر بالمدد سے
 ملامت ہے مگر میں جانتا ہوں کہ کسی عالم و دانشور کا ابطال مقصود کیا حالانکہ یہ علمائے حق کو

اور مولوی قرقون نے ملکہ مثل بلای ہویدان و بیدان مولانا اسماعیل صاحب پر بیان و داری و داری و داری
 ان سنت کا اتمام لکھا شروع کیا و بعد اس کے تھان فرق اگر ہو تو کسی ہی جگہ بل مقبول ہے تو غلہ
 امکان کذب کی نسبت زور دیا کی اور متعین دین و ہوا سے اس کے بعد فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر افاق
 اور سائل میں بھی گشت لو کہ گئے اپنی اپنا منت ظاہر فرمائی اس اختلاف کو دیکھ کر وہی اختلاف سالیق
 بعینہ پیش نظر ہو گیا اور متعین فرقوں نے اپنے اپنے آباء و اعمال کی سنت پر دین الحاق سے پورا
 پورا عمل کیا و نہ ختم شیل شعر و کلام ان مافی اربعہ تکمل فعال حکم عجیب و العباس اختلاف
 میں یہ بات اور زیادہ ہوئی کہ بعض وہ اکثر خاص ہو اظہار مولانا اسماعیل صاحب کے معتقد اور ان کے
 ذیل میں شمار ہوتے تھے کوئی کو جو نہ تھے استغنی بنکوی صاحب ارشاد کا کار و سداق غائب کے درمیان و ان
 غلو سے تشبیہ کیا گیا ہے اور کوئی شامت مقبول وغیرہ کے سبب جنگ و جدوجہد اقوال پر تکیا کرتے
 بے پر ملکہ زور پے انگین کھینچا گیا ہے حق صریح کو چھوڑ کر عقلی بدایوں اور علماء مقبول کی طرقت
 ذیل گئے اللہ ہی اعوذ بک من انہو بعد الکوار الخ من اس قصہ مردہ کو مولوی عبد السمیع صاحب نے
 پھر زندہ کر کے طو امین پھیلا یا اور غرض ہی تھی کہ علماء سے دین مثل مولوی محمد اسماعیل صاحب جو
 دیر ہر دوام تیرا کوئی کرین بلکہ قلمی قسمت سے بہت سے مقبولی عالم بھی ان کے ساتھ ہو کر اس قصہ
 کے تمام مکمل ہو گئے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب بچا بی مدرس مدرسہ قصا بان کا پورے رسال
 بسوط کسی بہترین الرحمن البطل امکان کذب میں زور شد کے ساتھ تہذیب فرما کر فوراً بیچ کر آیا
 ہر چند مولوی صاحب مدعوں نے انصاف کا حق کر کے اور لحاظ و ادب کا پروہن پر غا کا ان کا حق
 صاف کر کے جید روانہ مولوی محمد اسماعیل مفتور اور دیگر علماء و سلف کے ہم قصدوں کو جو تھے ہی فرقہ
 نشانہ فرمایا میں داخل ہو کر مفتوی دیا ہے اور یہ امر واقع میں تدبیر کیا جاسے تو عقل و قلم ہر طرح
 شنیع و قبیح ہے مگر وہ سب و تہر اور سار مذکورہ کے بعض مقرر ظہور اور مدرسہ العلماء پاک کے مدرس
 مذکور نے انکار دین کی شان میں ظاہر کیا ہے اسکو دیکھ کر تو بیاختہ مولوی احمد حسن کا شکریہ ادا
 کر سیکو دل جاتا ہے اور جتہ الدہر و یونین نباش زبانیہ آتا ہے اون لیا بیون نے تو قلم کا اب
 اہل علم بزرگوں کی بدگوئی میں وہ زبان و داری کی ہے کہ تیرا گوہوں کا شاگرد یعنی کہ تو جانتا نہیں
 اور من آخر ذہن الامتہ اولیہا کا مصداق سمجھتے تو غلط نہیں کیا تا شاہد کہ وہ علماء عربین جتنے

اور نہ تہا مولانا احمد علی صاحب نے الیہ تہا علماء نیست اسلامی حسبہ لدا و لکھا ہوا ہے اور انصاف تو
 ہر صریح سب کیا ہوا ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کا شاکر و مدید تہا بیا معتقد کو بھی و چیت
 خواہ تھا وہی تہا تہا کے لئے دوسرے کوئی پر لکھا ہوا ہے بعد اپنے نزدیک ہی کچھ کچھ من ہے کہ
 اس باب خاص یعنی مذہبات و دین الیہا سال سے خیال کے موافق جنگ شائع نہیں ہوا مگر
 آفرین ہے ال لہ کے انصاف پر کہ تصدیق و تائید کے عوض اسکی مخالفت پر لکھا ہوا ہے اور یہاں
 طرقت کے کتب حشرات نے اپنی اپنی ریاست کے عافیت اور امتانات پیش کئے ایک خط مولوی تدبیر احمد
 خان صاحب مدرس مدرسہ احمد آباد کو بجا لکھتے حضرت مخدوم العلماء و طالع افضل از سب شریعت و فخر لقیات
 مولانا و سیدنا الحافظ الحاج شاہ امداد الدہر ہر صریح الدہر اسلامی بقیہ و مولی بقیہ کی خدمت عالی
 میں بجا و سمین چھوڑا امتانات پر نسبت برامین قائلہ درج تھے دیکھتے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معتدین
 صاحب کی بے بھی اور منصب کا نتیجہ ہے چند جگہ تو محض اہتمام پر لکھا ہوا ہے اور مقتضایہ سوال
 نصف العلم فی ایضات سب پر ظاہر کی ہے چنانچہ اسکا جواب حضرت سید الدہر تعالیٰ نے مجمل لکھا و اگر
 دیکھتے ہاں ان کی جہاد تھا اور مولوی عبد السمیع صاحب مواہات الدہر لکھتے بھی انہیں پر لکھتے اور انکا
 کو توڑنے سے فرق سے تشبیہ کے معتقدین کے ولون میں انکا کیا اور قدر و تہا جتہ میں
 اسکا شور بڑا ہوا چنانچہ دیا ستا دیا و پورے انصاف علماء و مولی اس قصہ کو سپایا اور چونکہ خیانت مولوی
 خلیل احمد صاحب اسی ریاست میں درج ملی تھے اسلئے اون سے چھوڑ دینا کی تہذیب و تہذیب
 ریاست کی امت سے مجلس مناظرہ متعلقہ ہوا اور تحریر و تقریر کی نسبت انکی سویر کو جو شریک جنگ تھے
 اون سے متعلق طور معلوم ہوا کہ مولوی غلام دستگیر و والی بدھ کے واسے تھے کشمیر میں حکومت
 متعلق ہوا بعد ان کے ہاں یون کو بھی تہامت اور بانی بری کو مولوی عبد السمیع امداد ملی ہوا تھا اس
 قصہ کو بے بیان کرین چنانچہ ان حضرات کے دین کی بنا اختراع واحد اشارہ ہے اسلئے بیان میں
 رہی طرقت سے اختراع کے بدین تہا گیا شعر و لہو صدقانی و نیم خند تہا دہل فی وحدی
 تو بچہ صاف ہے یہ قصہ تو ایک مولی ایام ہے بیان اسکا ذکر مستطافہ انکا مطلب یہ ہے کہ یہ
 الیہ و مولانا احمد علی صاحب نے الیہ تہا علماء نیست اسلامی حسبہ لدا و لکھا ہوا ہے اور انصاف تو
 ہر صریح سب کیا ہوا ہے اور مولوی خلیل احمد صاحب کا شاکر و مدید تہا بیا معتقد کو بھی و چیت
 خواہ تھا وہی تہا تہا کے لئے دوسرے کوئی پر لکھا ہوا ہے بعد اپنے نزدیک ہی کچھ کچھ من ہے کہ
 اس باب خاص یعنی مذہبات و دین الیہا سال سے خیال کے موافق جنگ شائع نہیں ہوا مگر
 آفرین ہے ال لہ کے انصاف پر کہ تصدیق و تائید کے عوض اسکی مخالفت پر لکھا ہوا ہے اور یہاں
 طرقت کے کتب حشرات نے اپنی اپنی ریاست کے عافیت اور امتانات پیش کئے ایک خط مولوی تدبیر احمد
 خان صاحب مدرس مدرسہ احمد آباد کو بجا لکھتے حضرت مخدوم العلماء و طالع افضل از سب شریعت و فخر لقیات
 مولانا و سیدنا الحافظ الحاج شاہ امداد الدہر ہر صریح الدہر اسلامی بقیہ و مولی بقیہ کی خدمت عالی
 میں بجا و سمین چھوڑا امتانات پر نسبت برامین قائلہ درج تھے دیکھتے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معتدین
 صاحب کی بے بھی اور منصب کا نتیجہ ہے چند جگہ تو محض اہتمام پر لکھا ہوا ہے اور مقتضایہ سوال
 نصف العلم فی ایضات سب پر ظاہر کی ہے چنانچہ اسکا جواب حضرت سید الدہر تعالیٰ نے مجمل لکھا و اگر
 دیکھتے ہاں ان کی جہاد تھا اور مولوی عبد السمیع صاحب مواہات الدہر لکھتے بھی انہیں پر لکھتے اور انکا
 کو توڑنے سے فرق سے تشبیہ کے معتقدین کے ولون میں انکا کیا اور قدر و تہا جتہ میں
 اسکا شور بڑا ہوا چنانچہ دیا ستا دیا و پورے انصاف علماء و مولی اس قصہ کو سپایا اور چونکہ خیانت مولوی
 خلیل احمد صاحب اسی ریاست میں درج ملی تھے اسلئے اون سے چھوڑ دینا کی تہذیب و تہذیب
 ریاست کی امت سے مجلس مناظرہ متعلقہ ہوا اور تحریر و تقریر کی نسبت انکی سویر کو جو شریک جنگ تھے
 اون سے متعلق طور معلوم ہوا کہ مولوی غلام دستگیر و والی بدھ کے واسے تھے کشمیر میں حکومت
 متعلق ہوا بعد ان کے ہاں یون کو بھی تہامت اور بانی بری کو مولوی عبد السمیع امداد ملی ہوا تھا اس
 قصہ کو بے بیان کرین چنانچہ ان حضرات کے دین کی بنا اختراع واحد اشارہ ہے اسلئے بیان میں
 رہی طرقت سے اختراع کے بدین تہا گیا شعر و لہو صدقانی و نیم خند تہا دہل فی وحدی
 تو بچہ صاف ہے یہ قصہ تو ایک مولی ایام ہے بیان اسکا ذکر مستطافہ انکا مطلب یہ ہے کہ یہ

ممکن البتہ و مستح البتہ ہے تو اسکو تو ممکن بالذات اور مستح بالذات کہیں گے اور اگر موجب
 امتناع و امکان مستح یا واجب و غیرہ میں تو اسکو مستح یا ممکن مستح و واجب کہیں گے علیٰ ہذا المبدأ
 کو خیال فرمائیے البتہ یہ فرق بدیہی ہے کہ واجب مستح تو کسی بالذات ہو سکتے ہیں اور کسی بالذات نہیں
 ہو سکتے بلکہ وجوب امتناع مستحی و عادی و غیرہ کو جو مستحق وجوب و امتناع بالذات نہیں پایا جاتا ہے
 لیکن ممکن میں نہیں ہو سکتا کہ غیر کے لئے واجب امتناع اسے اور فی حد ذاتہ ممکن ہو کہ
 اگر کوئی شے ممکن بالذات یا غیر مانی جائیگی تو ضرور اسکو فی حد ذاتہ واجب کیا جائیگا یا مستح جبکہ آں بھی ہو گا کہ
 فی نفسہ واجب ضروری ہو جو ضروری عدم بھی اور وجہ غیر کے اسکا وجود یا عدم غیر ضروری یعنی ممکن
 ہو گیا اور یہ صریح القاب ذاتی ہے جبکہ بطلان بدیہی و مسلم ہے بالجمہ امتناع و وجوب کے لئے
 تو ایسے بدیہی میں کہ جسکے بارہ میں ملے کلام میں ضروریہ حاصل ممکن اور مایس طرق الکتاب مرات
 قرار ہے لیکن کیا امتناع و وجوب کا ذاتی و غیرہ و مستحی و غیرہ کی طرف تقسم ہوتا بھی ایسا نہیں
 کہ جسکو کوئی عامل انکار کر سکے البتہ قابل انکار ہے کہ کوئی عامل ضروری اور کوئی ممتنع اور کوئی ممکن
 ہوتا ہے جو کہنے اگر خیال میں ہو متعین و مطلق ملاحظہ نسبت تحقیق ہے جسکے حل اولی نام کے جیسے
 الانسان الانسان یا کمال ایسے موضوع کے لئے ضروریہ حقیقہ یعنی جنس یا فصل جو جسکے حل اولی ناقص ہے
 جیسے الانسان حیوان یا موضوع و محمول یا ہم لازم و لازم ذات حیوان جیسے الاربعہ کونان حیوان
 سر ذات میں کمال ایجابی واجب ضروری ہو گا اول صورت میں تو حل ایجابی کا وجوب و لازم خود
 بدیہی ہے باقی صورت ثانیہ میں چونکہ الانسان حیوان کو متعین ہے اسلئے بالغنی الانسان حیوان کہ
 ساتھ حیوان حیوان بھی کہا جاتا ہے ایسے ہی جیسے صورت میں جو لازم ذات کے لئے ذات لازم
 انسان و حیدر ہوتی ہے اور لازم نفس ذات لازم سے ناشی اور صادر ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حیدر
 میں کتبہ صادر کا ہونا ضروری ہے اور اس وجہ سے کہ لازم ذات کو ذات لازم میں متعلق و متدرج ماننا
 پر کیا اسلئے مثل صورت ثانیہ کے صورت ثالثہ کو بھی حل اولی پر متعین و متشکل کہتے ہیں کوئی امر مانع
 ہو گا اور سلب لازم ذات سلب است لازم ہو گا اور ایجاب لازم ایجاب لازم ہو گا اور ایجاب لازم
 الانسان الانسان نہیں بالانسان کا قصہ ہو جائیگا اور نہ ایجاب لازم ایجاب لازم ہو گا اور ایجاب لازم
 کو ساقی ہو گا سلب لازم ذات ضروریہ است و مستح ہو گا یا محمول جیسے حیوان مانع ضرورت ایجابی اگر کسی کو

اب انکے مقابل و اعتداد جو جنس کمال ہو گے اسی بیان کے موافق اسکو امتناع ذاتی میں داخل کیا
 جائیگا یعنی اگر سلب الذات من الذات یا سلب جزا الذات من الذات یا سلب لازم ذات اسکو
 لازم سے کیا جائیگا تو یہ جنس سلب ضروری سلب ہو گے اور جیسے جو سلب مذکورہ بالا داخل
 ماوراء وجوب ہے ایسے ہی یہ جنس کمال داخل ماوراء امتناع ہو گے اور ان کے محمولات کے سوا سب
 مواد امکان ذاتی میں داخل ہو گے کیونکہ جب محمول درمیان موضوع و اجزاء جز موضوع نہ لازم
 ذات موضوع تو اب ذات موضوع کی طرف سے حل ایجابی کا اقتضا ہو گا کہ حل سلبی کا انکار اور اسی
 کو امکان خاص کہتے ہیں کہ ان کے بین باوجود وہ امکان ہو گے اور یہ محمولات میں سے کوئی
 حل لاحق ہو جاتا ہے و اگر وہ حل ایجابی ہوتا ہے تب تو ضرورہ اور وجوب بالذات داخل ہو جاتا ہے
 اور اگر حل سلبی ہوتا ہے تو امتناع بالذات یا جاتا ہے اب اس سے یہ امر خارج نہیں ہو جائیگا کہ ذات
 واجب تقابلی میں جس صورت میں ثبوت ذات المذات یا ثبوت لازم ذات یعنی ثبوت صفات حقیقہ
 ذاتیہ المذات پایا جائیگا وہ تو بالیقین ثبوت ضروری اور ماوراء ایجاب ذاتی میں داخل ہو گا اور سب
 موقع میں کہ سلب ذات یا سلب صفات حقیقیہ من الذات محقق ہو گا اسکو سلب ضروری یعنی ماوراء
 امتناع ذاتی میں ششہا و کیا جائیگا اور وجہ سلب حقیقہ حل ثانی یعنی حل اولی ناقص و مانع تصور
 ہی نہیں اسلئے ان چار محمولوں کے سوا اسقدر حل ہو گے سب کے سب داخل ماوراء امکان خاص الی
 ہو گے کہ ایجاب بالذات یا امتناع بالذات ہو گا اور ضروریہ یا محقق معلوم ہوتا ہے کہ فی حقیقہ
 وجوب امتناع موجود ہوتا ہے تو سواد مذکورہ میں ہوتا ہے ان بالعرض اور ماوراء امکانی میں ہی
 کوئی کی توجہ آتی ہے یہاں حل امکانی کمال ایجابی یا حل سلبی بطور ضروریہ مانع ہو جائیگا تو نظر
 تو خارج و احتیاط ایک دو مثال ضروریہ میں ہے کہ اتصال حقیقی ہے تو ایک کا
 حل ایجابی اور سلب پر مستح ہو گا اور وجہ اسکی یہ ہے الزوم لحد الزوم لیس یہ دونوں کو متعین ہے جو جنس
 سلب الشی من نفسہ علی ہذا القیاس حیوان اور الانسان میں جو باہم متعین معلوم ہے تو اسکی وجہ
 بھی یہی ہے کہ لا الانسان مانع الانسان سب کو شامل ہے اور حیوان الانسان مانع الانسان کو شامل ہے
 اس صورت میں اگر تعلق و تفریق کیا جائے تو یہ معنی حیوان کہ حیوان ہے اور لا الانسان ہے مگر حیوان کہا
 کہ لا الانسان نہیں تو یہ معنی ہو گے کہ انسان ہے اور لا انسان کہ انسان کو سلب ضروریہ مانع ہے اور یہ

کونکر نامت باکمال است و البما تکلیف و تفسیر که صفات کمالیه گویند قدرت قدیمه سے ظاہر ہیں مگر افعال قیسیہ قائل
 عمل و غیرہ کا وصف عمل قدرت جو کہ شمس الصدور و جہاں بات تقریر مذکورہ سے دلیل ہو جائیگا ہے البتہ و افعال
 تیز و زات یا صفات کمالیہ حقیقیہ کو مستلزم ہو گئے عمل اکل و شرب وہ بیشک سب قاعدہ مذکورہ سابق
 مستحکات ہیں داخل ہونگے فتدکر۔ اور اب تو یہ اہل حسرت پر محض اس کی طرف سے پیش پیش کرنا
 کہ اگر خدا ہوا حق عمل و حکمت کو جو کہ خدا صفات باری ہیں حق تعالیٰ کی نسبت واجب نہ کہا جاسکتا
 اور سد و ظلم یعنی خلقت عمل مثل تعذیب ظالم و سخر و جنت یعنی خلقت حکمت مثل حضرت مکرر
 کو غیر مقصود نہ مانا جائیگا تو صفات کمالیہ جناب باری کا ازالہ یا الہامین غیر نقصان مگر ہوگا جو بالابدیت
 یا اخل ہے الشا۔ البتہ سطر و دست ہذا کا اعتراضی عرض کر چکا ہے کہ کسی امر کی نسبت نقطہ اطلاق
 صفت و کمال کو کوئی حکم جاری نہ فرمادہ ہو تا وہ تعین کیلئے یا احاطہ نہ کر لیں کہ اقسام مذکورہ بالا میں سے کونسی قسم
 میں داخل ہے اگر قوی مذکورہ ملحوظ نظر ہو تا اس اعتراض کے وقوع کا ہرگز خیال ہی نہ ہوتا کیونکہ عمل
 حکمت صفات ذاتیہ حقیقیہ میں ہرگز داخل نہیں بلکہ صفات فعلیہ اضافیہ میں شامل ہیں چنانچہ تفسیر نقطہ
 افعال کے تفسیر کو مستلزم ہے کہ درالبتہ اگر صفات فعلیہ اضافیہ بھی مثل صفات ذاتیہ قائم بذات الباری
 ہوتے تو بیشک اوکے تفسیر ذات واجب ہیں آخر اس تنازعہ کا جواب الابدانہ محال ہے تا کہ تفسیر ذات الیہ
 ہوتی تو ان کو یہ صفات اضافیہ افعالیہ ہی کہیں کہتا اور جب عمل و حکمت صفات اضافیہ ہوں تو
 وہ کمال و علم نہ کو بھی صفات فعلیہ میں نہ شامل کرنا ہوگا چنانچہ مسلم الشیوہ میں موجود ہے البتہ
 و البتہ میں صفات افعال یا کمالیہ امور و ملحوظ رہتا چاہئے کہ نفس فی افعال او انفس فی
 البتہ البتہ انیکہ یکسان حال نہیں اول کا اشتراک منافی مقدور نہیں اور ثانی کا اشتراک ذاتی و
 منافی مقدور ہے اور بعض اہل اعتزال نے جسے نظریہ جو جو علوم فہم تفاوت و دونیہ یکساں متساوی
 کا علم لگا دیا اور مثل انھیں صفات ذاتیہ افعال قیسیہ کو بھی انفس مکان و مقدور سے خارج کر دیا و
 اطلاق ان امر کو کمال علی ہذا القیاس صفات ذاتیہ و صفات اضافیہ فعلیہ میں جیسا یہ تفاوت ہے
 کہ وہ ان کے تفسیر مساوی بالاحباب و اہمات بلکہ صفات قائم بذات الواجب ہیں اور یہ صفات
 خلقت ہیں البتہ البتہ امور میں متساوی ہیں اور نہ ہی سب تفاوت کلامی تفاوت مذکورہ سے
 متساوی صفات ذاتیہ و جہاں شام و ملازمہ کے نزدیک کل اکمل ہیں یہ جدا امر ہے کہ خارجیہ و قد مکرر

و میں شامل کرتے ہیں اور شام و ملازمہ کی جگہ شام و ملازمہ کو شمار کرتے ہیں اور بعض نے انھیں بڑا کر
 استوی یا وجہ امور و غیرہ کو صفات ذاتیہ و جہاں میں اگر داخل ہی کیا تو اصل تو یہ ہے کہ وہ کمال و جہاں
 اور جہاں تسلیم تنہا ہی صفات ذاتیہ ہی نہیں مسلم ہے بلکہ صفات فعلیہ کے گروہ و غیر تنہا ہی کمال و جہاں
 الہیہ صفت جو کہ صفات کمالیہ فرماتے ہیں۔ تو اس سے مراد صفات ذاتیہ و جہاں میں صفات
 اضافیہ فعلیہ ہیں مگر یہ کہ وہ صفات ذاتیہ قدرت و مکرر سے پیدا ہوتے ہیں اس حکم میں
 ہرگز داخل نہیں چنانچہ مولوی عبدالحکیم وغیرہ کے حوالہ سے جو عبارت نقل کرتا ہوں اس میں ہرگز
 جہاں نہ ہوا ہی نہیں وہی کل صفت مگر صفات کمالیہ من الموصوف الصفات افعال میں کمال و جہاں
 راہ قائم ہو ہے علی ہذا القیاس صفات حقیقیہ و اضافیہ مذکورہ میں یا ہم ایک تفاوت قابل اختلاف ہی
 ہے کہ جہاں صفات ذاتیہ و جہاں جناب باری کو صفات ممکنات سے مثل ذات باری مختلف الکت اور
 متغیر بذات ہیں لیکن صفات فعلیہ سلبیہ میں یہ تغایر مفقود ہے یعنی ذات باری بل جہاں سے
 ذات ممکنات سے بالکل مغایر ہے ایسے ہی اس کی صفات ذاتیہ علم و قدرت و کلام وغیرہ علم و قدرت
 ممکنات سے مباہین محض ہیں کسی امر ذاتی میں اشتراک نہیں البتہ کسی امر خارجی میں اشتراک
 ہو تو یہ حال تبارع العقاید فان اوصاف من العلم والقدرة وغیرہ کمال و جہاں حقایق المملوہات کہیں
 انما نسبت بہما قائل فی البتہ ان العلم شام و جہاں علم محدث و جہاں الوجود و تجد و فی کل محل
 ملوہ البتہ العلم حقیقہ البتہ ان الوجود و صفات قدیمہ و واجب الوجود و ایمان الازل الی الابد
 فلا یقبل علم الخلق بوجہ من الوجود البتہ اور شرح عقاید کے محشی بھی ان الاشتراکات میں الظلمی لہذا
 ہیں اور کیوں نہ ہو سب جانتے ہیں کہ صفات ذاتیہ و جہاں حق تعالیٰ شانہ بہ نسبت ذات باری و غیرہ
 اور ذات ممکنات و صفات ممکنات ذات اقدس کے بالکل مغایر ہیں سے بذاتہ تغایر ذاتی باہرین
 صفات ذاتیہ واجب تعالیٰ اور صفات ممکنات ثابت ہوتی ہے ورنہ ذات باری اور صفات ممکنات
 میں عدم تغایر ذاتی یا مثلاً نہ تھا تو جس متشعب ہے ہاں البتہ صفات سلبیہ و فعلیہ جناب باری اور صفات
 مذکورہ ممکنات میں جہاں کے تغایر ذاتی اتحاد و وجود ہے کیونکہ صفات مذکورہ سب بیان بالذات میں تھا
 ہیں نہ قائم بذات الواجب ہیں بلکہ متغایر و مباہین ہیں اور جہاں و غیرہ ذات واجب ہیں اور حکمت و جہاں
 و امکان علم البتہ ہے تو اب میں ان صفات اور صفات ممکنات کے کوئی امر ذاتی مغایرت باقی

تکلیف حال لازم است و چنانچه چنانچه مقاصد و غیره قریب است و الحاح بیان کلام فی اللال
 الی تصدق بالماضی و الحال الاستقبال عدم الزمان و انما تصدق بذلك فیما لا یرتال بحسب الحقائق
 و حدوث الازمنة و الاوقات پس این جواب کی نسبت قریب ترین و تحقیق بنابر قول بان الازلی
 مدلول الفطری حسیر جدا و کذا القول بان المتصدت المعنی و غیره اما هو اللفظ الحادیث و دون المعنی
 القدریم و بان اجماعی از معنیین مذکورین که احوال کیا جائے تو انشاء الله تعالی و کما یریدل بر سر بر عیائے
 کیونکہ جس کلام نفسی که تصدق بالماضی و غیره نہیں کہا اور کلام فطری کو ان امور کے ساتھ متصدق
 کہتا ہے تو او کے کلام نفسی بالماضی الاول سے حتی ثانی و سکی مراد نہیں اور مدلول سے مراد مدلول
 عقلی ہے نہ مدلول وضعی تو اب یہ غلبان نہیں ہو سکتا کہ دال کے متصدق بالماضی و الاستقبال ہوئے
 اور مدلول کے غیر متصدق ہو سکی صورت کیونکہ ہو سکتی ہے بان اول مدلول وضعی یعنی کلام نفسی بالماضی ثانی
 مراد ہوتا تو یہ امر اس مذکورہ شکیبائش اتنا علی ہذا القیاس بہت سے غلبان فرق مذکور کی وجہ سے رفع
 ہو جاتے ہیں کما لا یقینی علی المسامر لیکہ ہاے نزدیک تو فقط یہی امر کہ فرق مذکور کی وجہ سے اس قسم کے
 شعبات کا جواب باسالی ہو سکتا ہے اور بہت سے امور متعارض و تطبیق ہو جاتے ہیں و کی وجہ و تسلیم
 کے لئے مدلول کافی زمین چہ جائیکہ تفصیلات علم اجماعی ہو سکی نسبت وجودیہ و امور و تعلقات کلام نفسی
 زمین ایک قسم کا اجمال و یہاں تا فرق مذکورین مذکور کے سے جو بی چیز میں آسکتے ہیں یعنی اول کلام
 نفسی کا تعلق و بعد ازاں یہاں تا تعلقات و غیرہ کا تعلق معلومات و مقدمات کے ساتھ ہوتا ہے
 و حتی تا لی کلام موجودات کا تعلق اپنے متعلقات کے ساتھ ایسا سمجھنا چاہئے جیسا مدلولات و وضعیہ کو
 اپنے اپنے دال کے ساتھ ہوتا ہے بلکہ جمہور و عبد المدین معبود و غیرہ زمین و دور بارہ قدم و حدوث
 تعلقات کلام نفسی از اس مذکور ہو چکے بہت سہولت سے انشاء الله و دون زمین تطبیق اسطوریہ
 ہو سکتی ہے و عبد المدین معبود حتی اول کے تعلق کو حادث قرار ہے زمین اور حضرت جمہور و حتی
 ثانی کے تعلق کو قدیم کہتے ہیں مگر یہ ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے کہ یہی قدم یا اعتبار و حدود فانی ہوتا ہے اور
 پس باعتبار و علی المسامر علی ہذا القیاس قدم نہ معلوم زمین سے متصل ہے کما سیاقی قلائد و جمہور
 از جمہور و اس کے اس تحقیق کے ہر حقیرے زمین کے ہر ایک ہے یہ دوسری تطبیق ہر دو ماہر و ہر زمین و جوئی
 جاری ہو سکتی ہے اور صاحب زمین مستقیم کو بعد از مدلول معلوم ہو سکتا ہے کہ زمین حراقت و شرح مقاصد

و فیہ زمین و غیرہ زمین کی طرف سے عبد المدین معبود و غیرہ انشاء الله و کما یریدل بر سر بر عیائے
 و انشاء الله بیان کئے ہیں اس سے یہ طریقہ و حسن کے لائحہ انشاء مذکورہ کو تسلیم کر سکتے ہیں
 کہا جائے کہ یہ جمہور و عبد المدین معبود ہوتے ہیں کہ عبد المدین حسیل مراد کلام نفسی بالماضی ثانی
 ہو و سکی تعلقات کو متاخر بالزمانہ کہتے ہیں اول و یعنی اول جب اولی مراد ہوں یا اپنے معروض و
 ہے کہ یہ عبد المدین معبود زمین ہو سکتے ہیں جس سے جمہور کی تائید و تائید و انشاء الله
 ہیں حتی کہ معلوم ہو کہ ہے کہ او سکون مراد عبد المدین معبود ہوتی قدر و تامل و کما یریدل بر سر بر عیائے
 کہ حقیر کے حروف و انشاء الله کی تصدیق کو کوئی بیچارہ متصدق ہی کر گیا اگر صاحب ہو انشاء الله فطری
 کلام لیکے اور کیا چاہئے جو یہی فرمایا کہ ذات خالق کائنات کے لئے وہ کلام نفسی کسی اشک نہ
 کہ زمین و زمین مدلول الفصاف جانتے ہیں کہ اول تو حقیر نے جو کچھ عرض کیا ہے محض انکار کے واسطے
 نقل کیا ہے و کچھ بعض عبارات حتی اول کی دلیل ہیں تو بعض معنی ثانی کی تائید ہیں اور بعض
 عبارات سے دونوں حتی ثابت ہوتے ہیں کما مراد اب اس کی کو کچھ کہتا ہوں انکار کے واسطے تمام بھی
 بڑا ہوگا کلام بھی بڑا لیکے گا و سکر کے سے کہ ہے کہ باری ہی یہ کلام کے لئے وہ کلام زمین حتی نفسی
 صفت ذاتی قائم و قائم بذات موجود زمین ہے تو فقط یہ عرض کیا تھا کہ سب شواہد کلام نفسی و مدلول
 میں سے عمل ہے سو ایک کو اوٹھیں صفت حقیقی و اصلی و ذاتی کہ لیتے اور دوسرے کو صفت ذاتی و اصلی
 کہتے بلکہ پہلے معنی کے لئے نتائج اور دال اور اثر چھٹے چنانچہ اسی بنا پر کلام فطری کو کلام باری کہتے
 ہیں علامہ ازبیت ہی ہر دو معنی جو سب بیان احقر انسان ہیں ہی موجود ہیں و زمین و نسبت ظاہر
 ہے اور یہ جانتے ہیں کہ دال پر مدلول پر مدلول کا اطلاق شایع ہے اور ایک کی صفت و در
 کے لئے ثابت کرتے ہیں کوئی دشواری نہیں و ابرا صفت الدال علی المدلول شایع مثل سموت
 لیا معنی و کثرت و قرآنہ مقاصد و غیرہ زمین موجود ہے تو پیش زمین نیست کہ معنیین مذکورین میں سے
 ایک کو تحقیقی دوسرے کو تجازی کہتے یا دونوں معنی پر کلام نفسی کو بقول بالاستیاد کہتے کہ
 اس میں کچھ خرابی نہیں خرابی تو جب ہوتی کہ دونوں معنی کو حق و لغات کے لئے صفت ذاتی
 کہتے اور صفات ذاتیہ انہر کی جگہ نہ ہو جائیں اگرچہ علاقہ مذکورہ کوئی قابل بحث علم و یا شاید
 قدر کیا دیتے ہر دو زمین کچھ تو یہ کہنا عقلا و عقلا سے نزدیک درست ہے کہ کیا اس قول پر ہرگز

میں تمام اشیاء معلوم ہوتا ہے کہ اس تمام کائنات کا رافع و داسی و دسویٰ و سبھی اہم مبالغہ میں بیان کر چکے ہیں
 مقدمہ ششم
 ہر شے قابلِ احوال ہے کہ صدق و کذب کلام لفظی صفات افعال میں داخل ہے صفات ذاتیہ
 حقیقیہ میں کسی طرح شمار نہیں ہو سکتا چنانچہ اعلیٰ تفصیل مقدمہ سوم میں بھی گذر چکی ہے اور جسے
 کمیت و عدل و عین و غیرہ حسبِ اشرفیات مذکورہ مقدمہ سوم صفات فعلیہ میں ایسے
 ہی صدق و کذب کلام لفظی بھی اظہار ہوا تھا مگر صفات فعلیہ کو بھی جانیں کہ کون کونسا صدق و کذب
 کلام لفظی کی صفت ہے اور کلام لفظی کے بعد اہل سنت بلکہ معتزلہ اور کلامیہ کے نزدیک چلے و ش
 و مخلوق سے چنانچہ اسکی تحقیق انشاء اللہ تعالیٰ ابواب آئندہ میں پوری طرح سے عرض کر دینگے تو اب
 صدق و کذب مذکور کے صفات فعلیہ کہتے ہیں کون مثال ہو سکتا ہے ہاں مولف شریعت و ہادو کے
 چہ شریعت کلام لفظی کے قدیم و قائم بذات الیاری ہو چکی شد و مد کے ساتھ ملے ہوئے ہیں لیکن
 جب ابواب آئندہ میں ہم اسکا حدود و تدویر عقل و نقل و تحویلی ثابت کر دینگے تو یہ صدق و کذب
 کلام لفظی کو وہ بھی ضرور صفات فعلیہ میں مجبوری شمار فرما دینگے علاوہ ازیں اگر سائنس خاطر اہل
 معتزلہ کلام لفظی کو ہم قدیم بھی تسلیم کر لیں تو تعلقات کلام تو یہ بھی حادث ہونگے جس پر بیانی
 صدق و کذب ہے اور تعلقات حادثہ کا مقدمہ باری تعالیٰ ہونا خود ظاہر ہے اسلئے صدق و کذب
 کلام لفظی پر بھی لامحالہ صفات فعلیہ میں محسوب ہونگے مثلاً دیکھئے صفات قدرت کا ذاتی اور قدیم ہونا
 مسلم ہے مگر یہ بھی اس کے تعلقات خاصہ کو حادث و مقدمہ باری کہتے ہیں اور تعلقات مذکورہ
 کی وجہ سے صفات موثریت و غیرہ حقوق ہوگی اور صفات فعلیہ میں بالبدایت شمار کیا جائے گا
 یہی حال کلام لفظی میں خیال فرمایئے عقل مطلوب ہے تو یہ کچھ شے موافقت میں موجود ہے
 یقیناً علیہ الذیہ انما اعدا المستور فلوہ میں الاول انہی الذیہ فی الکلام الذی ہو عند
 میں قبیل الافعال و صفات پنج و ہوسجاء فی الفعل الفیض و ہونیا علی اسلیم فی اشبات علی
 الفصل من الافعال و جمیعہ مقبست الی المدد علی جسے معرفت اظہار انہی میرضا اب علیہ السلام
 ذالبت میں معتزلہ کلام باری کہتے ہیں جو قبیل افعال سے پہلے ہی صفات حقیقی ہرگز نہیں
 ان میں کذب پنج سے بلکہ قبیل الافعال و صفات اسرار و انفس میں ہے اور یہی ہرگز

مقدمہ ششم

ہے کہ معتزلہ صرف کلام لفظی کو کلام باری کہتے ہیں کیونکہ کلام لفظی کے تو صریح منکر ہی ہیں تو اب کلام
 یہ ہوا کہ کلام لفظی از قبیل افعال ہے از قبیل صفات تو جس صدق و کذب کو اسکی صفت کیا جائیگا
 وہ بالبدایت صفت فعلی ہوگی نہ صفت ذاتی ہمارا مطلب اس میں تو یہ ہے کہ نقطہ ہی ہے کہ صدق و
 کذب مذکورہ صفات فعلیہ میں سووہ تو بعد الثابت و ظاہر ہو گیا مگر وہ باشت ہمارے مفید و مایوس
 مذکور سے اس معلوم ہو چکا کہ اول تو یہ کہ صدق و کذب مذکور کے ثبوت اسکی صفت کے لئے ہر صفات
 فعلیہ میں داخل ہے پنج و ہوسجاء فی الفعل الفیض سے استدلال کرتا معتزلہ کلامیہ ہے وہ اس
 یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر مسئلہ اہل سنت کے خلاف اور باطل ہے چنانچہ میرضا صاحب کا وہ ہونیا
 علی اسلیم و معرفت بطلان قرآن اس کے دلیل ثانی پر ہے و صفات باشتین ہاں کہنے کے قابل ہیں
 مقدمہ ہفتم
 ہر شے ہے کہ صدق و کذب علی قدرت علی القیام میں میں اسان کا فرق ہے امر اول کہ صدق
 اہل سنت و جماعت ذات خالق الکائنات افعال کہا جاتا ہے کہ تو امر دوم مسلمات میں سے ہے کہ
 جانتے ہیں کہ ذات تعالیٰ شائد افعال بھی کے مدد و رکازت نہیں آسکتی لیکن خدا تعالیٰ
 کو شایہ کہ ممکنات ذاتیہ قدر باری بلکہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں کیونکہ غرضی ہے ہواوں کے مدد
 میں ہے نفس مقدوریت میں اصل کوئی اثری لازم نہیں آتی اگر ہوا سے تو کمال قدرہ ثابت ہوتا
 ہے بالامور و کونہ قدرت سے خارج آسکتے ہیں ہوم تدری علی الکائنات و درخ کمال و مسلمات
 اہل سنت میں سے ہے باطل ہو جائیگا کہ نسب خداوندی قدرت تعالیٰ اسیم سائر الکائنات اور کل ممکن
 مقصور ہو جو وہیہ و ہر ممکن کو مستحق مقدریت کہنا مستطیل ہے یہی صورت مقدریت فعلیہ میں
 ہوا و کذب مذکورہ استماع ذاتی میں سے کسی کا قاضی لازم نہیں آتا اب اللہ تعالیٰ قیام کو قدرت فعلیہ میں
 تعالیٰ شائد سے کہہ کر خارج کر سکتے ہیں البتہ ہر امر وایت ہوں کہ اس کے اسکان صدق و کذب
 قدرت میں نسبت یا انکساک لازم ذات لازم آسکتے ہیں اہل و شریعہ غیرہ تو انکو قدرت مقدور سے
 خارج ماننے کو حق ہے کہ انکی علی البلیب بالجمہ قیام کے مدد و ممکن بالذات کہنا جائز ہے
 اہل سنت ہے البتہ ہونا متعلق بالقرآن کے تحقیق و تدری مدد کے کسی کو نہیں آسکتی چنانچہ خلاصہ
 ہوا کہ قیام تحت الطردہ و اہل ہو کر ہر حکمت و مدد و تقدس محتسب و توفیق ہیں ہرگز نہیں کہ امور

مقدمہ ہفتم

استماع والی کا دعویٰ کیا جائے بلکہ امر بن مذکور بن اقر بن کسی ایک طریق سے استماع والی کا نتیجہ
کہا جائے وہ ہے یعنی یا تو یہ امر متحقق ہوتا چاہئے کہ در صورت کذب کلام عقلی الذکا کا ذات یا لوازم ہے
من ذات المعلوم ثابت ہوتا ہے ورنہ یہ کسی دلیل سے معلوم ہو جائے کہ کذب مذکور قدرت قدر سے
فی حد ذاتہ خارج ہے اور بالظن الی المفردۃ متعقق ہے کسی دوسری صفت مثل حکمت و علم وغیرہ
کی وجہ سے متعقق نہیں اور اگر دلیل عقلی ہو تو یہ تصور ہوگا کہ در صورت کذب کلام عقلی ذات یا احتمال
ہیں کوئی اختیار و نقصان لازم آئے یا صفات ذاتیہ ہیں یا صفات اضافیہ جلیہ بن جب تک کہ امر کی
تفسیر نہ ہوگی محض لزوم نقص مطلق سے قرین ثانی کا مدعا یعنی استماع والی ثابت نہ ہو سیکے گا لہذا حسب
محرومہ سابق نقص فی الصفات الثانیہ کا اور حکم ہے اور نقص فی الاحمال کا دوسرا حکم سے نقص
اول متعقق بالذات ہے تو نقص ثانی متعقق بالجبر کے سوا یہ بھی ہوگا کہ کذب کلام نفسی کے متعقق ہونے
کی وجہ سے کلام عقلی کا استماع ثابت کریں تو یہ بھی بیان فرما دیں کہ یہ وہی مذکورہ کلام نفسی ہیں ہے
تو اس سے معنی مراد ہیں اور ان معنی میں استماع کذب کیسا ہے ذاتی یا بالاعتبار انشاء اللہ یہ چیز جملہ امور و ملحوظات
تو یہ مسئلہ آلات واحدہ ثبات قرین ثانی کا ابطال و لغو ثابت ہوتا ہے عقلی عقیدہ ہوں یا اقلیہ کہ اسباب
مستفادہ باقی یہ امر سب پر روشن ہے کہ جو حضرات تفسیر غیر ظاہرین المواقیع کو مقدمہ باری فرماتے ہیں
انہما یہ ظاہر ہے کہ باوجود انکشاف واقعہ اور اگر عدم مطابقت تفسیر غیر واقعی کا تصور و تصور قدرت
بارش الی انکشاف نہ ہو داخل ہے یہ مدعا ہرگز نہیں کہ بسبب عدم انکشاف واقعہ امر واقعی کو کوئی کلمہ جس کو
جسٹیل کہتے تفسیر غیر واقعی کا عقد و مقربیل مقدمہ باری سے دیکھا ہوں بسبب کہ اس معنی میں کہان کہ
قلب واقعی اسمع و ہوش یا یعنی مثل حالات تصور یہ میں جناب باری کو اس کے تصور کا علم عام ضروری
ہے اور تفسیر یہ قایم کے خلاف واقع ہو سیکامی ہو یا ان انکشاف سے گریز ہو جائے کہ بالقصد والاختیار
بہر یہ قایم متعقد نہ ہو اس سبب حروف و الفاظ عطا کر کے ملائکہ و عبارات لذل کہ روئے ایز و استعمال کی قدر
تقریب میں داخل ہے یہ نہیں کہ حالات تصور یہ میں بسبب عدم علم عقلی انکشاف اور موقوفہ ہر جملہ
اعتقاد یا علم ہے بلکہ صحیح کذب فی العلم یعنی جمل کہنا چاہئے اسکی استماع ذاتی ہیں کہ کلام عام ہے
خواص کلام اب انہ بن اقر بن اقر بن اقر بن کذب فی العلم لفظی اب اسکا کہ کذب فی العلم

اور ہر وہی طرح کی طبیعت دینی اور ہوتی تو ہوتی یا بظاہر افعال اختیار نہ ہوتی ہاں سب
 کو سب الٰہی امور پر اختیار ہیں بندہ خالق خدا سب سوا اولیٰ اور زمین او سکو کلمت ہی نہیں کہہ سکتے
 چنانچہ حرکت اختیار ہی اور حرکت و انش میں یہ فرق صریح موجود ہے اول حرکت میں تو بندہ کے سب
 وارا کو دخل ہے بخلاف حرکت ثانی کہ اس کے ظہور و وجود میں بندہ کے سب ارادہ کو جو کچھ دخل نہیں
 اس کے بعد محض کما تھا کہ یہ شرائط ان امور کی تفصیل کتاب کلام میں ہے و جو بہت اہل سنت و جمہور علماء
 نے مشعل معجزہ لکھیں کیا کہ شیعہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ سب افعال خالق خدا کے خالق خدا کے خالق خدا کے خالق خدا کے
 گویا ہے کہ یہ سب کو خیر و شر یا خیال جاکر کہ کس طرح خدا کے حکم کے حکامات میں کسی قسم کی خرابی نہ آئے
 اور حق تعالیٰ شانہ کی حکمت و عدالت میں کوئی خدشہ نقصان پیدا نہ ہو وہ طریق اختیار کر چکے کہ کسی اور
 حکم و مال کو خالق کیا تو حق تعالیٰ کی صفات و افعال کے تخریب و تقدیر کے ثبوت کا ان خوش فہموں نے
 یہ عجیب طریقہ اختیار کیا کہ جسکی وجہ سے اسکی صفت قدرت و خالقیت ہی میں نقصان پیدا نہ ہو یا اور
 مخالفت نہ ہو اس اجماع سلف اور اولیٰ میں ہی افہام بالمتین سوا اللہ و اہل حق نے وہ عجیب
 بات نہائی کہ حق تعالیٰ کی صفات و احکام بھی جملہ خدشات سے محفوظ رہے اور وسعت خالقیت
 میں نہ کوئی نقصان نہ اسکا اور جملہ قصوس شرعیہ و اہل سلف بھی قبول اور قبول بہرہ و اہل علم
 علیٰ الملک الرحیمہ میں ایسا نہیں کہ اہل ایمان اور اہل علم کو اس کے تسلیم میں کچھ تردد باقی رہے مگر مزید
 اطمینان و استیاضہ کے لئے بطور اقتدار ایک عبارت نقل کئے و یہاں ہر طوائف الانوار و غیرہ میں
 معتزل کی طرف سے اس معلوم میں یہ اعتراض بیان کیا ہے ان العبد و علم میں خدشات و الخلق تکلیف
 نہ کہ اسے اس پر بندہ خالق ہے چنانچہ الامور ہے اس کے سوا میں سائرہ و غیرہ میں مذکور ہے خالقیت
 ان مقایمہ ہر علیٰ حق تعالیٰ مختار و غیر مجبور فان خلق الارادۃ بعبیۃ کم یوجہا منہ و کم سیلاب اختیار
 فیما یرید و کجہ علی تعلیم عبارت سوال و جواب سے ظاہر ہے کہ خداوند و اہل حق کو یہ عام خالقیت افعال
 میں کس کس کی تکلیف کے منکر ہو گئے اور اہل حق نے باوجود ملامت خالقیت پر محض خیر و اہل حق
 نہیں کیا بلکہ سب تسلیم کر کے بندہ کو سب اور خالق کائنات کو اس کے افعال کا خالق قرار
 دینے و صحت الفرق و التفت اشعبہ او ایک فرقہ کو قاعدہ مذکورہ یعنی جملہ امور کے مخلوق باری پر
 پرہیز و احتیاط کیا سب امور کمال اور مدعی سمجھا جاتا ہے اور سب امور شرعیہ اور غیرہ کمال

یہی قصہ ہے خلق میں ہونا چاہئے معنی عدل و صداقت و تہ و احسان و غیرہ امور پر کمال ہے
 اور ہر وہی قولی کا باعث ہوتا ہے اور اولیٰ خدا کے اگر سب ہوتے ہیں تو وہ ہر وہی ہر سب
 ہو سب تو ہر وہی حال خلق میں کچھ چاہئے یعنی خلق امور پر تسلیم و کمال ہو گا تو امور شرعیہ کا
 پیدا کرنا بیشک مستوجب ہم و نقصان ہو گا تو اب مذہب اہل حق پر ہے خرابی اور کجی میں کسی کہ
 خلق امور شرعیہ ذات از خود و افعال اگر اہل حق خدا و جامع کمالات کئی پائشی ہو امور شرعیہ خالق
 کئے کی وجہ سے خود بالمد و ہر بات کا گمان ہو گا اور یہ اعتراض جاکر حق تعالیٰ کی تہ و احسان
 کر کے اسے اولیٰ کم عقلوں نے یہ محم و خود تہ و کمالی کر کے کہ دوسرے خالق تسلیم کیا کہ
 حق تعالیٰ شانہ کے واسطے جلال ملک خلافت اقدس کا عیار نہ بنے اور خود سے دیکھے اور اولیٰ
 فرقہ کے کلمات میں تامل کیجئے تو فرقہ اول یعنی معتزل اور فرقہ ثانی کو ایک ہی دہو کا لگا اور اولیٰ
 خیال میں اسے عدم فرقہ میں ان خلق و الکتب خدا کا خالق شر ہونا لفظ ارباب علم معلوم ہوا ہے
 امر ہے کہ فرقہ اول نے بعض امور شرعیہ کو بھی خلق خدا وندی سے نکال دیا اور اولیٰ ثانی نے فقط
 امور شرعیہ پر تہمت کی الٰہ اس شے کے وضع کرنے میں یہ فرق ہو کہ فرقہ اول نے اپنے
 افعال اختیار کیا بندہ کو خالق مان لیا اور فرقہ ثانی نے یہ کہ خالق شر ہے دوسرے خالق
 کچھ لیا فرقہ اول نے خدا کی تہ و اور عدل و حکمت قائم رکھے کے لئے بندہ کو خالق افعال بنا کر
 خالق جملہ کائنات کے وسعت خالقیت میں تحت نقصان پیدا کیا تھا اور دوسرے فرقہ نے تہ و
 تقدیر باقی رکھنے کی ضرورت سے دوسرے خالق مستقل مان کر شرک صریح کا ارتکاب کر لیا بقول
 فرعون المطرہ قام تحت الیزاب سب سے ہلک کر پڑا کے نیچے جا کر اہل حق تعالیٰ کا نام ہے
 مگر انصاف سے دیکھئے تو اس فرقہ نے بھی مثل فرقہ اول خلق و سب میں فرق نہ سمجھا اور خالق اور
 کا سب سے ایک حکم تسلیم کر چکے اور یہ محض قیاس و مع الفارق ہے کچھ خالق کچھ سب ایک کوہ
 سے کیا تہ و موضع میں یا شرع و خلق میں سب یکساں ہیں امور شرعیہ و شرعی پہلانی یا باری الحق
 ہوتی ہے تو کریم نے بھی فاعل کو لائق ہوتی ہے پیدا کر پڑا کے یعنی خالق ملک نہیں ہو چکے بلکہ
 خلق امور شرعیہ اسکی کمال حکمت و قدرت ہوا ہے خلق امور شرعیہ ہی بعینہ اسکی قدرت
 اور کمال حکمت کی دلیل ہے عقوبات اور نفاق کا ایجاد کرنا جیسے کسی طبیعت کمال اور قدرت کی

[illegible][illegible]

ہوئی اور یہ کلام و بھی ممکن ہوگا اور طبع کو خلافت و عدل کے شائبہ غائب نہیاجی ہاں ہونا
 طاعت کے بدلے میں جناب باری کی طرف سے و مدد و ثواب ہوگا ہے اور جسے غفلت سے حکمت و عدالت
 بھی کسی سے تو اس ان امور کی مقدور باری کے لئے حق تعالیٰ کے کلام پاک میں خلعت و کلام
 لازم آئے گا اور خلافت حکمت و عدالت کا تسلیم کرنا بعد اس پر چکا اور یہ امور اس حق تعالیٰ کے تقدس
 اور عزت کے خلاف ہیں اس لئے بعض مفلسانے عدل وغیرہ کو حق تعالیٰ کے قدم واجب اور ضروری
 ایسا مان لیا کہ اس کے خلاف کی مقدور باری کے لئے سے انکار کر دیا اور اس میں یہ نفع بھی کہ اس
 میں کذب خلعت سے اس کے کلام میں پاک رہی اور حق تعالیٰ شانہ کی جناب میں کیسے خلاف حکمت
 و عدالت کا بھی شبہ کر کے موقع پیدا کیا چنانچہ اسی بنا پر بعض فقیہ معتزلہ نے صاف کہہ دیا کہ امور
 قبیحہ کا صدور کرنا قندہ باری سے بالکل خارج ہے تعالیٰ المدعون و ذاکلہ منوس ان کو تہ اندر
 یہ بھی کہ اس نام کی عقل کے پیرو سے آیات قرآنی مشار الیہا کا حیدر خلاف کرتا چکا اور عاویث
 کثیرہ اور جماع و اقوال مذکورہ کی مخالفت جہدی لازم آئیگی اور عقل سلیم کی بدایت کو حیدر یا عقل
 ہوگا کیونکہ حق تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز واجب و حجب ہو جب کیونکہ خدیر حکم جو کر کیا جائے اور اس میں
 بات داخل تو کیا کوئی کم عقل بھی نہیں مان سکتا انور فی البدقہ مذکورہ سے حق تعالیٰ شانہ پر یہ خوب
 عنایت کی کہ ایک خیالی تقدس ثابت کر کے اس قدر خلوت کے بھی کر سیکر اس کی جسکی قدرت حجب
 متاری اور حیلہ ممکنات کو محیط نہیں ملادہ ازین آیات قطعیہ اور عاویث صحیحہ کے معنوں میں تاویل
 و تالیفات کر کے اسے اجماع سلفہ صریح خلاف حیدر کسی سنے کہ کہا ہے کہ خدا انوار سے نورانی
 بھی نکالے اور علماء اہل سنت نے یہ بیان بھی مثل سابق اپنی اصل مقررہ کے موافق ہی کیا
 آیات قرآنی و عاویث شریعی کو قرآنی مسلحہ بھی یہ کرام علماء اسلام اصل عقیدہ نہیں لیا اور خدا
 مذکورہ کے رفع میں عقل فہم سے کام لیا اور بدیہ عقل حق میں اس خدشہ کا یہ جو ابدیہ کسی عقل
 کی قدرت و اختیار میں داخل ہونا اور اسے اور اس عقل کا سادہ واقع ہونا و سراسر امر کسی
 عقل کی فقط قدرت میں داخل ہونے سے یہ کتب لازم آتا ہے کہ اس کے صدور کو عقلی احکام
 مانع ہونا اور اس عقل کو فقط مقدور ہو سکے وجہ سے قادر متار کی طرف متوجہ بھی کر سکیں جس نہ علم
 انوار عقلی و اختیار ہی ہوں انور فی البدقہ حصول قدرت علی مروج التسلیم و العواش ساری و طالع

شانہ و کاذب ظالم و شائبہ غیر و کیناہ درست ہونا چاہئے قلیح مذکورہ کی تخلیق کی تربت آتی یا نہ آتی
 و جو باطل بالبدایت لو اب معلوم ہو گیا کہ اس قسم کے اطلاعات پسندی درست ہو سکے یا نہ ہو
 کے صدور کی تربت آتی ہو خدا کے تعالیٰ کی صفات کو اعلیٰ و اشرف ہیں اور جہا سے اعمال و ہم
 و خیال سے بہت عال و رفیع ہیں دیکھئے بادشاہان و نیامین اگر کھلی اعلیٰ درجہ کا مادل ہو اور خدا
 مادل و الصفات ہمیشہ مجتنب و متفرق ہو تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ خلاف مادل اسکی قدرت سے
 خارج اور خلاف الصفات کر کے وہ مجبور و عاجز ہے جسکو کچھ بھی فہم ہوگا یقیناً سمجھے گا کہ یہ بادشاہان
 ظالم کو بوجہ حکمت اپنی رعایا پر خلاف مادل معاملہ کر سکی قدرت و اختیار ہے ایسی ہی بلا لغات
 سلطان مادل کو بھی بوجہ حکمت کا ایسی ہی زیر دستوں پر خلاف مادل و الصفات کر سکا اختیار
 حاصل ہے کون نہیں جانتا کہ لوشیروان کو تیرہ و چنگیز خان سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کو حجاج بن یوسف سے اپنی رعایا پر تقدی کر سکی قدرت و طاقت کچھ کم نہ تھی انوشیروان مطلق
 اپنی الصفات پر حق و مادل و طاقت کی وجہ سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادل خدا و ادوا و جماع
 شریعت کے سبب ان امور سے احتراز کا مل اور متفرق نام کر کے تھے اور فقط اس قدرت علی الشہدی
 کی وجہ سے کوئی صاحب فہم او کو ظالم یا غیر عادل نہیں کہہ سکتا بلکہ نظر الصفات قدرت تقدی
 و خلاف مادل کا بھی حکومت و علیہ ہے پسند کیسے کسی پر حکومت و طلبہ حاصل ہوگا اور سینڈرو کو
 اپنے اختیار کے موافق ہر طرح سے تصرف کر سکی طاقت و قدرت موجود ہوگی سو خدا و خدا حکم الی کبر
 کی قدرت غیر متاری ہر طرح سے تمام و کامل پر اس سے زیادہ یا امور یعنی حکومت و تسلط کیسے کبر
 آسکتے ہیں اس لئے اس ذات پاک کی بلا قدرت و اختیار بھی کیسے حاصل نہیں ہو سکتا یہ تماش
 ہے کہ بادشاہان و نیامین اس نام کی حکومت اور مجازی سلطنت پر چارچین سیاہ کرین چارچین چلیں
 اور وہ حکم انھیں انور یا کمالہ مقبی انور یا بعد ایسا مجبور ہو جائے کہ جو مصلحت ناس اور منفعت
 عباد اور خواہے عدل و داد دے یا نہ کرے اس کے اور یہ امر اسکی قدرت و اختیار ہی سے عقل عام
 و ماقدہ المدحق قدرہ ثواب متفقہ عقل یہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہ کی قدرت انوار کے اختیار
 کامل اور حیلہ ممکنات ذاتیہ کو اس میں داخل مانا جائے اور حیلہ امور متعلق عباد کو نافع ہوں یا مضر موافق
 مادل ہوں یا مخالفت قدرہ تقدیر میں حسب ارشاد انور اس عقل کیا جائے اور کہا جائے کہ یہ

اس قادر مطلق کی قدرت تمام اور کامل اور بیکسوفات و کمالات کو محیط و شامل ہے اور جو کسی
 حکمت و رحمت و فضل و عنایت بھی کامل اور تمام ہے سو عیاں اپنی قدرت و اختیار کی وجہ سے
 جو چاہے سو کر سکتا ہے ایسا ہی اپنی رحمت و حکمت و خیرہ کی وجہ سے کسی ذرہ برابر بے باکی بھی
 حسبِ مدہ راجحان و باطل انرا مانگا جس کا خلاصہ یہ نکلا کہ حق تعالیٰ کی قدرت بھی تمام و غیر
 متناہی ہے اور اس کا عدل و رحمت و خیرہ صفات کمالیہ بھی کامل و شامل ہیں الغرض حضرت
 اہل سنت نے امور قطعیہ کو معمول بیان کیا اور عقل سے دفع شبہات میں جو کچھ موصوع و مباح
 پر وارد ہوتے تھے کام لیا اور مستزاد نے اپنی عقل کو ترک عمل علی التصوم و انحرافات و اقلیہ
 میں معرفت کباب اقلینان کے لئے شرح مقاصد کی عبارت اپنی تائید کے لئے عرض کرتا ہوں
 الثالث آیات و الاحادیث الواردة فی تحقیق الثواب العقاب يوم الحجز و غلبہ بحیث جازا احد
 لزم الخلف و الکذب یعنی تیسرا استدلال مستزاد کا مسئلہ معلوم ہے کہ اگر عدل کو جناب
 باری پر واجب نہ مانو گے تو جن آیات و احادیث میں ثواب و عقاب کی خبر دی گئی ہے اور جن
 خلف و کذب لازم آئے گا اس کے بعد اہل سنت کی طرف سے یہ جواب دیا ہے و رد بان غایت
 الوقوع البتہ و ہولایہ تلزم الوجوب علی الصدق الاستحقاق من العبد علی ما ہو المدعی یعنی الصدق
 اخالی کے وعدہ فرمائے اور خیریت سے غایت مافی الباب یہ بات ثابت ہوئی کہ ثواب و عقاب
 حسبِ مدہ جناب باری ضرور واقع ہو گا یہ کہ ہے سے معلوم ہوا کہ اس ثواب و عقاب کا واقع کرنا
 جناب باری کے ذمہ واجب ہے اور منہ اس کا نتیجہ ہے بالجملہ یہ مختصر سا فرق ضرور ملحوظ رکھنا چاہیے
 کسی امر کا وقوع اور خیریت اور اس کا تحت قدرت داخل ہونا اور امر ہے و فعل تحت القدرہ و وقوع
 کہ ہرگز نہ ہونے نہیں ثواب عدم و وجوب عدل سے اور خلاف عدل و اخبار کے قدر ہونے سے
 تحقق خلاف و کذب ہرگز لازم نہیں ہو سکتا جو معتزلیہ اور ان کے اتباع کو اس پر ہر وہ اعتراض
 کی توجیہ کی اور ان کے ساتھ یہ بھی دل نشین کر لیا جائے کہ امر قبیح و قبیح من البتہ
 تا الی و نقصان لازم آتا ہے لیکن اس کے وقوع پر قطع قدرت داخل ہونے سے ہرگز کوئی خرابی لازم
 نہ آئے گی البتہ قیام کمال قدرت پر دلیل کافی بھی جائیگی یعنی اگر خلاف عدل و حکمت جناب
 باری سے واقع و صادر ہو تو وہ شکست مستلزم نہیں و محال ہے اور اگر ایسے امور کو قدرت میں لایا

ما کہ حکمت و رحمت کی وجہ سے ان کو مستحق الوقوع کہا جائے تو کچھ خرابی لازم نہیں آتی بلکہ کمال قدرت
 اور کمال خیرہ و دونوں بجائے ہو و مسلم الثبوت رہے جن کو کمال اس صورت میں قدرت و احسان
 کسی قسم کا نقصان نہ آتا نہیں نہ تا اور حد و قیاس کو خلاف حکمت و عدل و حکمت کی گنجی بارگاہ
 اقدس نامہ نہیں پہنچ سکتی اور حضرت اہل سنت کی اپنی مسئلہ میں اس کے امور میں ہرگز اور ان کو
 عقود باری مانکر جو وہ دیکر مستحق الوقوع و القیام فرماتے ہیں اور آیات مذکورہ و اہل علی عہد القدرہ اور
 اول آیات میں جو کچھ مذکور و مجاہد قبیلہ اور عدم ارادہ القیام و افعال و تصویبات میں ہرگز نقصان و
 نقصان تمام اہل سنت کے اس مسئلہ کے مواقع حاصل ہو جائی ہے مثلاً آیات ان اللہ
 کل شیء قدير اور لعل بالیثا اور او کی امثال سے تو عموم قدرت بڑا افعال پر لازم ہوتا ہے مافی
 حکمت و عدل و افعال و اختلاف اور آیات و ما خلقنا السموات والارض وما فیہن الا بالامر و شاورت
 ما خلقنا نذا بالاطلا اور ما خلقنا السموات والارض وما فیہن الا بالامر و شاورت
 اور ارشاد و ما العزیز یظلم الا ضال اور انہ لا یحب النساء و غیرہ آیات اس جانب مشیر ہیں کہ ان امور کا
 تحقیق و حدود جناب اقدس سے کہی ہو گا و اہل سنت و اہم اللہ تعالیٰ کے مسئلہ کے مواقع کو دیا
 تحقیق و دلیل آیات مذکورہ میں تطبیق ظاہر ہے کیونکہ حسبِ بیان معروفہ بالا آیات سابقہ مجموع
 قدرت پر دلالت ہیں اور آیات لاحقہ مدد و اور خیریت کے لفظی قرار ہے جن اور اس میں کوئی مشافہہ نہیں
 کہ امر بلکہ دونوں طرح کی آیات کے مجموعہ سے متحقق ہو گیا کہ باطل و رحمت و ظلم یعنی وضع انشی فی غیر محل
 معتد و باری ہو کر جو خلاف حکمت و عدالت و رحمت ہرگز نہ ہو کر حق نہیں ہو سکے چنانچہ ارشاد
 و ما العزیز یظلم الا ضال و ما العزیز یظلم الا ضال یعنی وضع انشی فی غیر محل حفظ
 اس وجہ سے کہ قادر حقیقی کا ارادہ اس کی تحقیق کے ساتھ متعلق نہیں ہوا یہ نہیں کہ ظلم نہ کر لی کہ
 مستحق اور قدرت قدیم سے خارج ہے و ہوا المراد و شریعت معتزلیہ آیات مذکورہ میں تحقیق بلکہ حکم
 ظاہر بلکہ آیات ثبوتیہ عموم قدرت سے افعال قبیحہ و باطل اور ظلم خلاف عدل و خلاف
 حکمت و غیرہ کو خاص کر لایا گیا اور اس میں خلاف ظاہر تصوم و رکوع جمع ہوا ہے تا و خلاف عقل
 لازم آئے گا کہ عام و خاص افعال و امور و ملک و بالذات کہنے کے بعد ہر وہ معلوم متعین کہنا حضرت
 اہل سنت کا مسئلہ ہے اور امور عامہ کو احاطہ قدرت ہی سے بالکل خارج ماننا اور انہ مستحکات

عباد کے حق میں ہرگز صواب نہ تھا کہ جتنی چیزیں علی الاصلہ مذکورہ بالنظر اہل القصدہ ممکن ہیں اور
 بالنظر اہل الحکمت و فہمہ مستحکم یعنی ممکن بالذات اور مستحکم بالظہر میں محسوب ہیں اور مثلاً اسکا حسب معمول
 والا ہی امتیاز کہ حضرت نے قدرت علی التبعیل اور حدود و قبایح میں تفریق نہیں کیا اور نہ ہی امتیاز البعد
 یا امتیاز ایک قاعدہ کلی ہے اس پر اور بہت سے مسائل خلاف فقہاء و مفسرین اہل سنت و جماعت و بعض
 نظر آتے ہیں و کچھ معتزل اور اہل اکتیاع کے لئے جو ثبوت اقتدیر و بدیعت حق جل و علی اور مذاب قبر و
 وزن اعمال وغیرہ امور شرعیہ قطعیہ کا انکار کیا ہے سب کا نبی ہی ہے کہ ان مسائل کے تسلیم کرنے میں
 کچھ کچھ خدشات عقلیہ جو ان کے فہم میں گذرے تو اپنی عقل ناقص پر اعتماد کر کے گورا ان مسائل
 مخصوصہ اجماعیہ کا اصل سے انکار کر دیا اور خلاف نصوص و مخالفت سلف کا سلاخیال نکلیا اور
 اہل حق نے اسے واضح حق میں غار و خس خدشات کی وجہ سے طریق اتباع سنت و شریعت کو ہرگز
 تسلیم کیا بلکہ طریق اتباع شریعت کو اس حسن و عاشق سے پاک و صاف کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دی اور بدیعت
 عقل حق کو جو اسی میں بہت گنگائی چنانچہ اہل علم اس امر کی تفصیل سے بخوبی واقف ہیں کہ تیس
 عقاید میں یہ جملہ مسائل و اعتراضات و جوابات جو حیرت و حیران سب اعتقاد نو ٹکڑے ٹکڑے کر دیے
 اور یہ کہ جو بعض بعض جو الٰہی معتزلہ وغیرہ نے اپنی عقل نارسا کو اصل عقاید قدر و یک نصوص شرعیہ
 میں خلاف اتباع الحق کرنا شروع کیا اور اہل حق نے نصوص مشایخ و اہل شادات سلف کو تو
 مستند علیہ رکھا اور ان کی بیانات ظاہری کے رفع فرما لئے تب یہ الٰہی عقل حق کیستے کام
 آیا اور بدیعت و بدیعت تفریق بالحد نے حضرت اہل سنت پر اس قسم کے بیانات عقلیہ کی کثرت پیش کی
 جس سے حضرات و متوجہین نے تائب و تائب الٰہی و ان کے مقابلہ میں اپنی اصل عقیدہ مذکورہ کو ہرگز نہیں ہٹایا
 اور ان کے بیانات کو ہمیشہ ملّا رامت اپنے اپنے مرتبہ کے موافق ہرگز رد کر کے نہیں سرگرم رہے
 مگر یہ خواہم اہل سنت وہ جو جو عقیدہ ملّا رامت معتزلہ کے وام و نزویہ میں نہ آئے یعنی وہ عقیدہ
 اور عقیدہ تھے وہ جنہوں نے تو شہادت مذکورہ مخالفین کو جوابات مثالیہ سے روکیا اور وہ لوگ جن کے
 حق ایضاً علمی اور اعتدائیہ تھا بلکہ انکدام شرعیہ عقاید اسلام پر راسخ تھے اور جنہوں نے یہ
 عقیدہ ملّا رجھا لیا تھا سمجھا کہ جو یہ ایک سکین لیکن قابل اعتدہ ہر نصوص شرعیہ اور عقلیہ کو اپنی
 زمین و افادات معتزلہ اور ملّا رامت قویہ و دافض و فیروہ لامل ایہو اس قابل کہ میں کہ عقاید انصاف

و اجماع سلف او کو مستفاد علیہ بنایا جائے اور تاویلی عقل ہی کیا ہے جس کے ہیروے اس وقت طبع کا انکار نہیں
 انہوں نے یہ سمجھا اور اطاعت انصوح کو واجب بنا کر ان حدیثات کو لاعمل پر کر دیا اور انہوں نے
 اور عقیدہ صحیح سالم ہی الیامکان دو قسموں کے سوا ایک دوسری قسم کے انخاص کہ حضرت معلوم فیہ شریعہ
 مان تو عبارت رکھتے تھے لیکن معلوم شریعہ سے پہلے ہی واقعیت مذہبی حشر کے حال میں آگے لے کر کہتے تھے
 امر اول یہ تو وہی کچھ میں اشارہ کر چکا ہوں اور کابرا سلام اور علماء شریعہ کے ان امور میں عقیدہ محض بنکر
 مثل فریق ثانی معتزلہ کے طریقے سے لیکو اور ان کے خرافات سے محفوظ رہتے اور یہ امر ثانی یہ بھی کہ
 کہ محققان شریعہ و علماء سنت کی طرز کے موافق اس قسم کے امور میں ثابت قدم رہتے کیا تو کیا کہ
 مثل معتزلہ ان امور میں اپنی راستہ پر اجماع کر کے ایک جانب عقیدہ جا بیٹھے اور انصوح سے ہوا تو ان
 سلف کی طرقت توجہ تمام کی کاش اگر صاحب قاعدہ سلف پر قائم رہتے تو انشاء اللہ معتزلہ کی خیال
 ایسے امور میں ہرگز اختیار نہ کرتے یا بوجہ عدم شغل معلوم شریعہ اگر اپنے آپ کو علماء معتزلہ میں اہل سنت اور
 اکابر امت کے رد پر مثل قوام عقیدہ محض سمجھتے تو یہی اس خرابی سے محفوظ رہتے چنانچہ بعض اہل سنت
 نے ایہ زمانہ میں بوجہ امر معلوم اپنے عقائد مسلمہ کو ترک کر کے معتزلہ کی پال افتیہ کر لی تھی اور اپنی
 رائے کے ہیروے مخالفت انصوح و سیانیت جمہور میں مبتلا ہو گئے دیکھئے اول ان صاحبوں کو
 یہ خدا شہد ہوا کہ اگر نظیر حضرت خاتم النبیین علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ کی قدرت میں
 کیا یا نہ کیا تو نظیر حضرت اسماعیل کا وجود ممکن ہو گا اور عیب یہ ہوا تو دیکھو خاتمیت خاصہ علیہ السلام
 آج کا ہے اور کسے تکذیب ہو سکتی اور صدق القائلین کی تائید کذب دہائی پر کی گئی اس خرابی سے
 بچنے کی تدبیر ضرور مثل مثل معتزلہ ان صاحبوں نے یہ خیالی کہ نظیر حضرت خاتم النبیین علیہ السلام علی
 السلام کو قادر قیوم کے احاطہ قدرت قدس سے محال یا باہر کیا اور بیت خوش ہوئے کہ اس صورت میں
 الزام کذب جو نسبت وعدہ جناب باری علیہ السلام پیدا ہوا تھا اس سے تو بالکل بغالت حاصل ہوئی
 ہی تھی اس کے سوا تو حسن اتفاق سے انہوں نے فضیلت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بدویلا
 کو کیا چنانچہ خوش ہو گئے کہ بیک کرشمہ دکا دار واجب اس صورت میں ان صاحبوں کو یہ سرود نصیح
 سے نظر آئے کہ وہ صورت عقل لیکر نبوی علیہ السلام کو قدرت باری ایک بھی معلوم ہونا نہ
 دے اس عقیدہ یعنی انتفاع ذاتی نظیر غیر عالم علیہ السلام پر ایسے کے کہ ہلائے نہ پہلے کا تو کیا

ان حدیث سے متناظر فرمایا کہ اس صورت میں اول تو ارشاد ان کے علیٰ کل شیء قدیر۔ وکان السر
 علیٰ کل شیء شاکراً۔ آیت مان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم اور اولیس الذی خلق
 السموات والارض انما دلی ان یکون تعلم علی بہو المطلق العظیم اور انما وہ قوا الدوام شیان القول
 ان تکون اور اس وقت بھی وہ علی ہر قدر الیاری میں ایک وقت خلافت کرنا چاہتا ملاوہ ازین احوال
 ملاوہ شریعت و طریقت کے مضمون ہر یک کے مخالف ہے چنانچہ امام نے اپنی تفسیر میں بہت بڑا
 کے ساتھ اسکو نقل فرمایا ہے اس کے موافق حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے
 اور نظیر کے متبع بالذات بتلا نا خود قوا مد تعلیم کے مخالف ہے لان حکم التعلیم ہی اس دنیا میں اسباب
 بالظہر ان نفس المادیۃ الا لزم عدم اشتراک المادیۃ فیما لزم عدم اشتراک بدیہ خلف اور یہ چال ہمیشہ
 وہی منزل کی چال ہے اور یہ نہ کہ وہی بل منت کو لازم ہے کہ اس کے مقابلہ میں وہی طرز اختیار فرماوے
 یہ جس کے قابلہ میں اور بار و وجوب علی اور امتناع صدور حکمت اختیار کی شی تا کہ طریقہ تملع سنت
 ہر اس طرح میں اور ان خصوص شرعیہ اور اقوال سلط کا مخرج خلافت کرنا چاہیگا اور وہ طریقہ ہے کہ جو صاحب
 اتنی قابلیت حاصل نہ کریں کہ اس فرقہ کے مشیبات کا جواب شافی عقلی بیان کر سکیں اور ان کو
 تو یہ لازم ہے کہ نفس جس طرح ہر اقوال ملکہ کو اپنا مستند علیہ ثبوت اور ان خیالات کو لا حول وکریر
 دل سے اور کہیں ان اندشات تخلیق کی وجہ سے غلو پس واقوال کو چھوڑیں اور جو سلیقہ علمی اور فہم
 صاحب عطا ہو ہے وہ صاحب جو بات تخلیق و فکر سے اس قسم کے مشیبات کو دفع کریں اور جو طریقہ فہم
 سرور فرم کے سے مستطیع افعال و وجوب مدل و غیرہ میں مثلاً اختیار کیا تھا اور ہر قائم رہیں اور
 کہیں کہ بیشک خداوند تعالیٰ سے جو مدد فرمایا ہے اور میں سرور تقاوت نہیں ہو گا اور ایسا ہے طریقہ
 اعلیٰ سے خارج اور اعلیٰ اس ہوا ہے کہ اس فہم ہی سے بھی کہنا چاہئے کہ اختیار و نظیر خاتم الانبیاء علیہ
 السلام شخص ثبات و مدد الہی کی وجہ سے ہی نہیں کہ آپ کا شکل ہی انقدر قدرت قدوس سے خارج ہے
 بلکہ حاصل یہ ہے کہ مستطیع بالغیرت مستطیع بالذات ہرگز نہیں اور مستطیع الوقوع اور عدم تحقق ہوا
 مستطیع بالذات اور بالغیر و ہرگز نہیں کہ یہی اس کے وقوع کی نوبت اس کے ذائقے اور خیالات
 مدد اور اختیار یا کہ بلکہ ممکن بالذات اور مستطیع بالغیر و ہرگز نہیں اگر توجہ مدد ممکن بالذات
 مستطیع بالذات ہو جائے تو یہی القابہ اتی ہے جو بالالتحاق باطل ہے جو اسکو محال بالذات ہے

یہ دلی مطلق معلوم اور اقوال ملکہ اور بلا ہر منزل سے ناواختیست یا تقصیب کا ثمرہ ہے اور اس کی
 مانی مثال ایسی ہی جیسے کوئی بادشاہ راست باز کسی سے جو نہایت و شفقت و قدرتی ہوا
 کہ اس سے کہ ہے بلکہ پیش کے لئے منصب و خدمت پر مامور کیا مدد العزیز و دل ہرگز کرے تو اب ہر
 صاحب القول ہوتے یا وہاں مذکور کے کو سبکو یقین کامل ہو جائے گا کہ وہ معلوم کی ہر کی ہر کی
 طرف سے کسی نوبت نہ آئیگی کہیں ہر کسی میں ہر ایک داخل یقیناً جہت است کہ اس بادشاہ اور ہر
 مذکور کے عزول کرنا بعین وہی اختیار ہے بیسارو جو حکومت قبل مدد مذکورہ اسکا اختیار عزول ہر
 وقت حاصل تھا اس کے اختیار و علی بن جو مدد سرور تقاوت نہیں کیا تھا ہر ہر کہ اس خیر الخیر
 دنیا فطرت اسکی حکومت و سلطنت پر ہے جو وہ دون حالتوں میں مساوی ہو جو ہے البتہ اگر اس مدد
 کی مدد سے اسکی حکومت میں نقصان آجائے تو اختیار عزول میں ہی ضرور کی آجائی نہ کہ وہ مدد سے
 جس حکومت میں کی آئیگی کہ معنی ان اپنے مدد کے ایسا ہوا ہے بات کے پاس و محال ہے اس کو
 عزول نہ کرنا یہ دوسرا امر ہے جو کہ مطلب یہ ہوا کہ نفس اختیار و قدرت عزول میں کسی قسم کا اختیار نہیں
 آیا لیکن جو مدد و ایفاء و مدد عزول کے تعلق کی نوبت کہیں نہ آئیگی اور خداوند اعلم الحامین
 اور صدق القائلین جیسو صفت صدق میں ہے اعلیٰ و افضل ہے ایسا ہی کمال قدرت و اختیار
 میں بھی ہے بلکہ ہر کہ ہے سو جیسو صدق کہیں اپنے حکم و ارشاد کے سرور بھی ہرگز خلافت نہ کرے ایسا
 ہی ہوا اختیار و مدد ارادہ خاص و حسب اقتضاے حکمت و عدالت کی پیر کی ایسا ہی قدرت
 تہ تمنا ہی کے ارادہ کے کی طرح خالق نہیں ہو سکتی اور اب اس طور پر خلاصہ اقوال اور بھی ہے
 حصول ہر ہر اور الزام کلاب کا شہیدی پیش نہ آیا بلکہ سبب انشور ہو گیا اور ہر سے انصاف قدرت
 و رسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شرف درجہ ہی اسی صورت میں مدد العزیز ہرگز ہے کہ باوجود
 حصول قدرت جناب باری عز و مجدہ شخص اپنی علمیت و کرم اور صرف اپنی رحمت و قدر شناسی کی
 وجہ سے آپ کا نظیر پیدا نہ ہو سکتا اور جو چیز خداوندی تعالیٰ سے اگر ایسا ہو تو وہ ہرگز حضرت
 رسالتہ علیہ السلام کا کمال شرف و خداوندانیت و شفقت خداوندی کہ ہر ثابت ہوگا کہ
 جناب باری کی نسبت بالظہر انی المکنات عجز و عدم قدرت کا ماننا نہ ہوگا اور بات مثبتہ عدم قدرت میں
 اختیار اقوال اکابر کا خلافت کرنا پڑے گا و ہر اعدا من العقلاء و فطنا من العلماء بالحق و عقلی اس کو

پیشانی سے انشاء اللہ صریحی فہم نصرت بالاجمال ہے۔ اس قسم کے امور میں اہل سنت کا کیا
 مسلک ہے اور فرقہ باطلہ کی کیا خیال ہے اور جب کوئی فراع دربارہ شریعہ و تقدیس جناب حق اہل
 و علی و علیہ السلام اہل سنت و ائمہ و اجداد میں طاعت اہل سنت کو ضرور ہوگا کہ حسیار شاہد ملت
 و موافق طریقہ (اہل سنت) اور کلمہ فیصلہ کریں ایسا ہو کہ حذر و احتیاط کے موافق اس کا رفع کرنا چاہیں بلکہ
 ہو لوگ ایسے واقع میں مسلک اہل سنت کو اختیار کریں اور ان کو واپس اہل سنت سے خارج و فراق نہ کریں
 اور ضرور یہ کہ القاب اس کے لئے جو نیکو تیار ہوں اس قدر انسان اشخاص انشاء اللہ بالظہان اور اسی کی
 کچھ میں کوئی ہے امر آجائے گا کہ تشریح و تفسیر میں ہے اور میں اہل سنت کا کیا مسلک ہے
 اہل سنت اہل کمال کا کیا مسلک ہے اور تشریح جناب باری میں جو حد شائستہ عقیدہ پیش آئیں اور کلمہ رفع کی
 اہل سنت کے نزدیک کیا صورت ہے اور معتزلہ کے نزدیک کیا کیفیت ہے اس کے بعد مسئلہ جو بحث منہما
 میں جو خلاف ہے اس کی تفصیل عرض کرتا ہوں ناظرین بالانصاف اشخاص منقول سابقہ کے موافق ملاحظہ
 فرما کر خود انصاف کریں کہ وہ دونوں مسلکوں میں کونسا مسلک اہل سنت کے طرز کے موافق ہے اور کونسا
 معتزلہ کے سو یہ امر تو عرض کر چکا ہوں اور سب جانتے ہیں کہ حق اقلی شائد کا شکم ہونا اعتدال سنت
 مسئلہ متفق علیہ ہے لیکن اس زمانہ میں ایسے نزرع پیش آیا کہ حق اقلی شائد جیسا جملہ مطابق الواقع کے
 اعتقاد پر جس کے نزدیک قلوب جملہ غیر مطابق الواقع کے اعتقاد پر بھی اس واقعہ مطلق کو قدرت ہے یا
 نہیں یعنی مثلاً حالت قیام میں جملہ زید قلم کے اعتقاد پر جسے بالاتفاق اس کو قیاد و ملتے ہیں حالت
 قیام میں ہیں یہی ان عقوبات کی ترکیب ہے اعتقاد و انزال پر اس کو قدرت ہے یا نہیں اب اس صورت
 میں یہ وقت پیش آئے کہ اگر یہ کہے کہ حالت ثانی میں بھی جملہ مذکورہ باوجود عدم مطابق الواقع اس کی
 قدرت میں داخل ہے اور وہ دونوں حالتوں میں قدرت کے اندر اعتدال تفاوت نہیں تو اس وقت اقتدار
 کی نسبت کہ جہان پر جو حق اقلی سے خرابی کا ہی تو ہم نہیں ہو سکتا لہذا جیسی گندی چیز کو تھوکر
 زنا جہاں آگے کہے کہ حالت قیام میں جملہ مذکورہ کا اعتقاد اس کی قدرت قدیم سے خارج اور اس کی
 قدرت کے ذات واجب ہے تو اس کو یہ بات عقل سلیم کے نزدیک خلاف باریہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ
 اس حالت میں جملہ مذکورہ کے متنازع ذاتی کے اول کوئی وجہ خاص سمجھ میں نہیں آتی اور سب سے ایک شواہد
 جو تشریح و تفسیر انصاف کبھی ممکن بالذات ہونا اور کبھی مستلزم بالذات ہونا عقاب ذاتی ہے یا سب سے

اور کلمہ مذکور ایک قابل تسلیم نہیں تیسرے عموماً قدرت باری بالمشیت الی ممکنات و انصوص و اجماع
 و عقل سے ثابت ہے اس میں کلمہ کمال عقل ڈالاجاتا ہے بلکہ قدرت حمد سے بھی اس کو گھٹایا جاتا
 ہے اور یہ بات کسی طرح قابل تسلیم نہیں غرض دونوں جانبوں میں ایک ایک خرابی لازم آتی ہے
 قبول شخصے اور کلموں اور دہر کلمانی جو حسب قاعدہ مسلمہ انسان اور انسانی جبلتیں اختیار ہو ہونا
 ہر ایک فرقہ نے اپنی فہم کے موافق عمدہ اور اولی جانب اختیار کی سو صاحبان معقول اور متعادل
 مولوی فضل رسول نے تو سب کا حق اقلی شائد کی ذات متزلہ اس کی ذات پاک تک نہ کسی عیب
 کی رسائی نہ کسی نقصان کی گنجائش ہے کہ تب جیسے مذہب اور گندی چیز کا وہاں کیا کام اس نے
 اونوں نے تو حکم قطعی لگا دیا کہ جملہ مخالفت واقع کی انعقاد و منزل سے ذات ایزد و سبحان عاجز
 مجبور ہے گو وقت مطابقت بعد از اسی جملہ کے اعتقاد پر اس کو قدرت نامہ حاصل تھی اور اس
 کی فعلیت بھی صحیح و ممکن تھی اور متزلہ عن الکذب کی طرف ایسے دھکیلے کہ دوسری جانب یعنی عموم قدرت
 کے نقصان اور عقل کا اعتدال خیال نکلیا اور کوئین سے بچے تو کھاتی ہے بچا گیا ایک خرابی سے بچنے
 کی فکر میں دوسرے بڑی خرابی سر پر لی بلکہ اس خیال کی تائید میں ایسے سرگرم ہوئے کہ انھوں نے
 قلب اور اجماع سلف میں خلاف تصریحات علماء کتب میں و تاویل جاری کرنے لگے سخت اسوج
 سے کہ اس گروہ نے باوجود اتباع اہل سنت اس اعتراض کے دفعیہ کے لئے عقبات اہل سنت
 کا طریقہ اور تفکیک ترک کر کے معتزلہ کے طور پر اس کو دفع کرنا چاہا ابھی عرض کر چکا ہوں کہ معتزلہ
 نے بیحد ایسے ہی شہادت کی وجہ سے عدل کو واجب اور خلاف عدل و حکمت کو قدرت
 قدیم سے خارج کیا ہے اور افعال عباد کا خالق خود عباد کو بنایا ہے اور مخالفت انصوص و اقوال
 الکابر کا اعتدال نہیں کیا بلکہ اپنے خیال کو اصل عقیدہ ہذا انصوص و اجماع کی تخصیصات و تاویلات
 ہے اصل پر کو بائدی ہے سو وہی حمار و سوران متبعان سنت نے نہ کر دیکھا ہے بلکہ فرقہ قدیمہ نظامیہ
 نے جو حیلہ امور تہجد اور افعال ذمیدہ کو قدرت واجب تعالیٰ سے خارج کیا ہے ان کا منشا اور
 اونی دلیل جیتہ ہی ہے جو اس فرقہ جدیدہ نے بیان کی بظول شخصے وہی فتنہ ہے لیکن یہاں ذرا
 سا کچھ پس ڈالنا ہے اور سب جانتے ہیں کہ معتزلہ نے جو کچھ کیا اپنے خیال کے موافق حق تعالیٰ
 کی تہذیب و فہم رکھنے کے لئے کیا کام مفصلاً بیحد وہی قصہ اس گروہ جدید نے حق تعالیٰ کے متزلہ عن الکذب

ثابت کر چکے تھے کہ یہاں ہے جیسا کہ ہوا ہے قدرت تشریف کی آرزو میں بعض ممکنات مثل غلات عدل
و حکمت و غیرہ کو جو قدرت پروردگار بنا دیا اور مایل معلوم میں عموم قدرت میں خلل اندازی کی گنج پیر و
نگی تھی ایسا ہی اس طائفہ نے تشریف اور تقدس کے پرست میں بعض ممکنات یعنی غلات عدل و
طریقہ قدرت پروردگار میں خلل اندازی کا کچھ خوف کیا اور سطح معتدل سے بعض اشیاء کو
حق تعالیٰ شانہ کے ذمہ واجب کہہ دیا تھا اور یہ طریق ان حضرات نے تصدیق کو جناب باری جل مجدہ
ذمہ واجب بنا دیا اور عقیدہ مسلمہ مصرحہ علمائے سنت لایزال علی السبیل کا صریح خلاف کیا اور اس غلطی
پر صلحا مامت کو با تصریح فرقہ مرزائی میں داخل کر دیا اور والد المستعان کو حقیقت میں جیسا معتدل و مستقام
و جوب علم میں اپنے آپ کو اہل العدل کہہ کر اہل سنت پر تصریح کر کے تھے اور یہ طریق اس فرقہ نے
اپنے آپ کو اہل سنت میں داخل کر کے صراحتاً اہل حق کو مرزائی کہہ دیا مگر جیسا کہ مکتبی یہاں
ہے ایسی قول ثانی کا مشابہت اور تشبیہ کا شکر اگر یہ حضرات وہ چال اہل سنت کی قرار دے کر
یہاں اس مثال کے تحت کے لئے اختیار فرماتے تو جو مرزائیوں سے بچ جاتے اور دوسرے ایک طائفہ
نے اس قسم کی مرزائیوں سے بچنے کی یہ نہ بچ سکی کہ وہ جیسا کہ مکتبی یہاں اختیار کی یعنی یہ کہا کہ خداوند
کو جو غیر طالع کے اعتقاد پر ایسی ہی قدرت ہے جیسے جل جلالہ کے اعتقاد پر اور طالع بلوایں اور
مخالفات بلوایں طالع کو کیسا کہ دیا حتیٰ کہ تعلق قدرت اور تحقق خلیہ کو بھی تجویز کر دیا اور اسکا اختیار
کر لیا کہ اگر کسی کلام مخالفت و ارتداد کے صدور و اعتقاد و خلیہ کی کسی نسبت آجائے تو کسی قسم کا استحالہ
اور کوئی چیز نہیں ہو تو بالمدین ذلک او بشرط فہم و انصاف فرقہ مرزائیہ کو یہی مطالبہ کیا جاتا تھا
یہ فرقہ کہانی سے بیگانہ کر کو میں میں جا کر اور یہ دونوں مذہب معتزلہ کے میں فرق ہو گا تو یہ ہو گا
کہ مذہب اول نظام مکتبہ ثنائی مرزائیہ کا اور علماء اہل سنت و جمیع المدینہ ثنائی اور ان کے اتباع
معدیۃ اندھی یہاں ہی اپنے اہل وقادہ کے موافق رہی چال اختیار فرمائی جو مایل علم
الامین پر عقائد معتدل و اعتدال کی تھی مگر سب سے شکر اللہ تعالیٰ نصرت فرما کر تسلیم کر کے اور
دونوں فرقوں کی بات پر اگر قابل التفات نہ سمجھیں اور تعصب کا علاج ہم جیسوں کی کیوں ہو
ہے بھلا مرزوں سے بھی جو نا خدا ہے اور وہ چال یہ ہے کہ علماء اہل سنت نے بیان کی
لغات و احادیث نبوی و اقوال سلف کو تو اصل عقیدہ نہ لیا اور قدرت اور تقدس جناب باری

یہ تسلیم کیا کسی حد تک عقل کی وجہ سے ایک کا پیر دوسرے کے نقصان سے نہیں کیا جیسا کہ پہلے
اور دونوں فرقوں نے کیا تھا اور خداوند مکر کے رعب کرنے میں فہم عقل سے کام لیا اور جیسا کہ
عدل میں اہل سنت فرماتے تھے کہ خلاف عدل ہر چند ممکن بالذات اور تقدور باری ہے مگر وہ
اور انشاء جناب باری ہر اس لئے اور اسکی بہت و حکمت کی وجہ سے کہ کسی قسم کے امور موجود و تحقق
تھے ایسا ہی اس مسئلہ متنازعہ میں قرآن کریم کے الفاظ و تنزیل جملہ قیام قیامت قیام
میں و تقدور باری تھا ایسی ہی تھو و تہ کو وقت میں و تقدور حضرت ذوالجلال سے افسر مقدمہ میں
ہرگز نہیں آیا مگر اسکی حکمت و رحمت و صداقت و عدالت تشریف و تقدس کی وجہ سے ایسے بلوں کے
ساتھ اسکی قدرت نامہ کے تعلق کی کہی نسبت نہ آسکی یعنی مثل غلات عدل بل مکرہ کے اعتقاد
و اسکا قائل ہونا یا تو قدرت تشریف کی راہ و تقدیر کا اور اسکی امور ازلا و بعد و عدم ہونا
جسکا وہی غلام خدا اور جو قدرت تشریف و اسکی قدرت کاملہ و شامل ہر سے اور جو عدم تحقق و عدم وقوع
و اسکی تقدس تشریف میں ہر و تفاوت نہ آتا بلکہ دونوں مستحکم اپنے اپنے مرتبہ میں جیسا پہلے تھا
حق و مسلمہ میں مثل فریقین سابقین یہ کیا کہ تقدس قیام کے لئے قدرت میں با قدرت کے
عام کھینک کی وجہ سے تشریف میں کسی قسم کا خلل و الاچاوست و الحمد للہ شہرہ و تشریف الفضلہ لا تر اخیل
اشترک فی و اسباب کہو و لہ اور یہ مکر میں کہ چکا ہوں کہ قدرت علی القیاس اور بعد و قیاس کا ایک
تکرم میں ثانی حیث نقصان شہرہ ہوتا ہے و اول کمالات میں محدود ہے خدا کے لئے جیسا ایک
گروہ باطل نے نسبت خلق کیسا کہ چکر خلق شہر کے لئے دوسرا خلق ملن آیا اور خدا کی تشریف و تقدس
کے شوق میں گروہ مشرکین کے ہمہ غیر شے اسطرح پر گویا صائب قدرت علی القیاس کو محدود قیاس
کے مساوی مثلاً حق چکر و اسکا طلاق و استحال کا حکم نہ لگا وین اور حق تعالیٰ شانہ کے تقدس
و تشریف کے خیال میں گروہ نظام کے خداستان ہو جائیں و نہ عقل سلیم ہی کا خلاف لازم نہ آئے گا
بلکہ انھوں نے اجماع سلف و اقوال اہل سنت سے دست برداری کر لی کہ لا یجوز علی اللیب
و انصاف فرماتے کہ مسئلہ مذکورہ میں ہر ساقوال میں سے کوئی مسئلہ او کوئی بالخصوص عقل اور
طالع مذہب اہل سنت ہے و انھی مذہب ثالث اہل حق نے بنائید اہل ایسا مذہب وسط
اختیار فرمایا کہ کو میں اور کہانی دونوں سے منام نکل گئے اور بالشرط الی القدرہ مکرہ کو مقدور

باری کہا تو بالذکر الی الحاکم والعدل متبع الصدور والحق فرمایا مقام حیرت ہے کہ مہمان معقول
اس فرق کیسب و طبع سے ایسے قائل ہوں یا مستافل کہ باوجود حیرت و حیرت ہی بیوقوفوں اور
پروہ پر ضرور معقول الی جن کو نزدیک و دور سنت سے قائل کو موجد میں یہ قصہ بعینہ ایسا ہے جیسا
حضرت امام عظیم رحمۃ اللہ علیہ نے ایمان نفس تصدیق کو فرمایا اور اعمال صالحہ کو اوس سے زیادہ
اور اوسکی فروغ فرمایا اور اعمال کو ختم و مکمل ایمان کہا اور فرقہ مجاہد نے اعمال صالحہ کو نفس ایمان
سے اصناف خارج اور ناپید کیا کسی مرتبہ میں اتنا خود و مطلوب سے نہ لکھا اس پر بعض ظاہر میں نے فقہاء
اس میں اختلاف کیا کہ یہ بھی ناپید کئے ہیں اور حضرت امام ہی اعمال کو نفس ایمان سے زیادہ
فرماتے ہیں حضرت امام اور اوسنے اتباع پر تمت ارجاء لگا دی اسی طرح صاحبان معقول اور گروہ
مبتدعین نے کلام مذکور کے مقدمہ باری کئے سے اکابر اہل سنت اگلے پچھلوں کو فرقہ مزداریہ
میں داخل کر دیا پہلا فرقہ اگر اشیاء فوقی ملحوظ رکھا کہ غامضات کو مجاہد نے زیادہ کس اعتبار سے کہا ہے
اور حضرت امام زیادہ کس اعتبار سے فرمایا ہے ہیں تو مگر ایسا حکم لگائے علیٰ ذہن القیاس فرقہ مجاہد
ہی اگر ترقی تیز کر لیتا کہ کلام غیر مطابق کو فرقہ مزداریہ کے مقدمہ باری کئے کی کیا صورت ہے اور
اعظم اہل سنت نے جو اوسکو مقدمہ فرمایا ہے اوس کی کیا کیفیت تو سرگزشتی جرات فکر تھے اس
وقت حق کو خیر و قوسہ صاحب متذہب میں مزا آتا ہے شہر و حکم میں غایب قولاً صحیحاً واقعہ میں انعم المستقیم
و سو خیر ہو گیا تو جیسے اس افتراء بدعت کی کائنات ہوئی چاہے ویسے ہی حضرت امام علیہ الرحمہ کے اس
افتراء نے اختیار کی فرصت ہوئی مناسب ہے لیکن اسکا کیا علاج کہ جیسا فرقہ جدید نے جو مشاکلات
معلومہ بدعتیں الی جن کو مزداریہ کہہ دیا ایسا ہی اگر کوئی بیباک ان صاحبوں پر مستحکم ہو نہ کیا الزام
لگائے اور اوسکی وجہ وجہ بیان کرے کہ جس طرح پروتیزہ کے ایک فرقہ نے خلاف عدل وغیرہ کو
بعثت قیاس اعتبار و قدرت باری جل مجدہ سے نکال کر اپنے افتراء کو واجب کہہ دیا تا بعینہ اوسط حیران
صاحبوں نے جو خلاف واقعہ کو جلیقہ قیاس حق تعالیٰ کی قدرت نامہ قدیمہ غیر متناہی سے بالکل خارج
کر کے ذات واجب کو الشک و بلذکورہ سے بخیر و محض تسلیم کر لیا اور صدق کو اوس کے ذمہ واجب
فرمایا تو وہ کیا جواب ہے یہ تو بڑا بوجھل اسس تقریر سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ مسئلہ
معلوم میں عمل قرار کیا امر ہے اور ہر ایک فرقہ نے جو اس مسئلہ میں اپنی

ماننے سے ایک جانب اختیار کی ہے اوسکی کیا وجہ ہے فوج صاحب فہم سلیم کے ساتھ ہم انصاف
ہی رکھتے ہیں وہ تو انشاء اللہ تے ہی بیان سے حق و باطل کو سمجھ گئے ہوتے اور لقب مزداریہ
کو نتیجہ شدت تعصب یا فلتہ تدبیر بخوبی جان چکے ہوتے ان اس کا خیال ہے کہ بعض صاحبان
علماء و اقوال اکابر کی سند طلب فرمائے گئے اسلئے مناسب ہے کہ اقوال اکابر ہی اس موقع پر بیان
کر دیئے جائیں تاکہ تصدیق امر حق میں کسی صاحب فہم کو کوئی عذر باقی نہ رہے چنانچہ مولف کتبہ
ہی تحریر فرمایا ہے میں کہہ کوئی خواہ مخواہ رد و کد پر نا دہی ہوں تو اد کو ضرور ہے کہ اپنے دعویٰ
کو کسی نص صریح سے ثابت کریں اپنے خیالات و استنباطات پر قناعت فرماویں کیونکہ یہ ہے امر
مستحبات میں سے ہے اور امر اعتقادی کسی استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اوس کے لئے
ثبوت قطعی چاہئے اور اونی مرتبہ ہے کہ اہل مذہب ہی کی تصحیح نقل کر رہی تھی سو رد و کد تو
بھلا اللہ اپنا شیوہ ہی نہیں بالخصوص کمال میں اگر بعض تو میں اس انشاء و جب نصرت اولیاء اللہ
ہو کر دعویٰ اتوتے تو ہم اس مختصر میں انشاء اللہ ہرگز نہیں بانی رہا یہ امر کہ مولف مسئلہ نے انصوح
صریح اور تصریحات اہل مذہب کے ساتھ اثبات دعائے ارشاد فرمایا ہے سو یہ ارشاد بجا ہے خود بخود جائز
اور ہم انشاء اللہ اسی ارشاد کے موافق عمل کریں گے مگر افسوس اسکا ہے کہ مولف تصویح نے وار و کد کو
ہدایات فرمائے اوپر خود عمل کر رہے ہیں کیوں کوئی ہی کی اور کد کو امر بالمعروف کرنا اور اپنے نفس کو
بول جانا علماء کی شان کے خلاف ہے رسالہ تشریح الرحمن موجود ہے جو چاہے اول سے آخر
تک ملاحظہ فرمائیے نص صریح قطعی الدلالتہ اسباب میں مولف نے ایک ہی بیان نہیں فرمائی کہ
کلام مخالف واقع کے اعتقاد و اقلہ جناب باری جل مجدہ کی قدرت نہیں اور ارشاد میں
صدق من اللہ حدیثا کو ثبوت اشناع ذاتی کلام لفظی کے لئے نص صریح اور قطعی الدلالتہ کہ مولف
تشریح جیسا کہ لم یؤکد انشاء اللہ اوسنے شاکر و ہمیم ہی ایسی نئی بات نہیں کہہ گئے اب ہی تصریح
اہل مذہب سوا اسکا انکار ہی تو مناسب نہیں اکثر صاحب اس انکار کو شاید لغو اور تعصب یا خیال
فرما دیں گے البتہ اگر حق جل و علی کو منظور ہے تو حضرت مولف کی اشکالات کے جوابات بیان کر رہے
کے بعد یہ گمان اس امر کو واضح کر دیا کہ مولف مسئلہ نے تمام رسالہ میں کوئی تصریح اہل مذہب کی جگہ
اثبات دعائیں دلیل صریح اور قطعی الدلالتہ کسی نقل نہیں فرمائی بلکہ جھوٹا دل و عبارات سے اثبات

مدعا کے لئے نقل قرآن میں ان میں ہوا حق موصوف لئے ہے خیالات و اسے مشابہات کو ملا کر دلیل
 بنا لیا ہے اور اس کو ثبوت و حقیقت کا جامہ پہنایا ہے یا ان کے لئے کہ ہوا حق موصوف مشابہات کو خوب نہیں
 ہے اور بالآخر یہ تحقیق مشابہات و اطلاق نقل و ہوا حق میں ہر حال ہم انشاء اللہ کے امر و احکام کو حق
 روئے کے کہ ہوا حق موصوف لئے ہے حق متنازع فیہ میں کوئی دلیل صحیح و قطعی اسے ثبوت و حقیقت کا جامہ پہن
 نقل نہیں فرمایا آخر یہ قدر تو انشاء اللہ دیات ثلاث میں ہر عرض ہوگا بیان تو ہوگا اپنے دلائل میں کہ
 مشابہات میں اس کے یہ اتنا ہے کہ قدر مقرر ہے کہ مقابلہ میں جو دلائل مقایہ و ثقلیہ ہماری طرف سے علماء
 نے بیان فرمائے ہیں ان کے بیان کرنا کہ تو ہوگا نہ ہوت نہیں ان کے قول کے بلکلان پر تو دونوں طرف
 متعلق ہیں البتہ فرق جدیدہ اور قدیمہ یعنی نظام کے مقابلہ میں جو دلائل ان کو پیش کرنے چاہیں ان کو
 بیان کرنا ضروری ہے اگرچہ بقدر عرض کر چکا ہوں وہ بھی موافق ان خصوص فی تقریحات کتاب نہ رہے
 ہوا حق ہے لہذا لایق علی الدہا اس التسمیہ اول خصوص قطعیہ ہے لیکن ارشادات ان اللہ علی کل
 شیء قدير و یفعل بالبریہ اور خالق کل شیء اور فعال لم یأیرید غیرہ آیات و الہ علی عموم القدرہ اس
 بار میں ایسے دلائل لینے چاہیں کہ اہل فہم کو تو اس میں انشاء اللہ کی سب طرح تامل و ترویض نہیں
 ہو سکتا نہ وہ میں جو چاہیں ہوا میں ہوا میں کے سمجھا سکے لئے یہ عرض ہے کہ علماء و معشرین
 علم کلام نے عموم قدرت باری علی جمیع ممکنات کو نہ رہا اہل سنت قرار دیا و دلائل عقلیہ و ثقلیہ
 اس امر کو ثابت کیا ہے اور آیات مذکورہ کو شمول قدرت علی جمیع ممکنات پر دلیل لائے ہیں
 و جمیع ممکنات کو حق ہوا حق باری و قدیر باری آریا ہے مقاصد و غیرہ میں وجود ہے ان مقتضی
 القدرہ ہوا الذات و المحقق المقدرہ ریت ہوا الاسکان و لا تاتیہ قبل الوجود و یخص البعض الاول المتکثر
 مثل اللہ علی کل شیء قدير و فعال و خالق کل شیء عقاید میں فرمایا ہے ہوا و لا یلزم ان علی تقدیر وجود
 لا تاتی الی الہا جبکہ قدرت ان کامل بالاختیار و علیون تقدیر علیہ لان العجز عن البعض اقتضی ہوا
 علی اللہ تعالیٰ محال من ان انحصار جمیع القدرہ کقولہ تعالیٰ و ہوا علی کل شیء قدير شائع مقام
 ہوا فرماتے ہیں کلام اللہ المتکثر بالخصوص الدان علی شمول لادنیہ مثل اللہ علی کل شیء قدير
 انحصار کلام کلام ہے نہ مذکورہ اواد علی مثال سے عموم قدرت پر بافتراق و استدلال کیا ہے بلکہ ان
 دلائل و دلائل عقلیہ سے اولی اور حق میں فرمایا ہے ہوا حق باری و قدیر باری

ان المتألفین فی هذا الاصل حتی عموم قدرته تعالیٰ للمکانات کلها و هو اعظم الماصول فرق متعده لبحر
شکل قدرته باری لم یجمع المکانات کما جرد اعظم اصول من سے ہے بلکہ شمس قرانی سے لہذا
سنت نے ثابت کیا جا چند فرق باطلہ نے انکار کیا ہے ادنیٰ تفصیل میں شاہی مقامہ و شہان
مواقف وغیرہ ذکر فرماتے ہیں مہتمم النظام و اتباع القائلین بانہ لا یقدر علی خلق الجہل و الکذب بالنظام
و سائر القباہ اذ لو کان خلقہا مقدور الہجاز صدورہ عنہ و اللازم باطل لانسانا یلی الاضغان کل
مالک البقیع و لک و با ستغناء عن الی الجہل ان لم یکن مالک الہ و اجاب لا یشتم علی شیء بالسنۃ
الہ تعالیٰ کیف و ہو تصرف فی ملکہ فلو سلم فالقدرة علیہ لا تنافی امتناع صدورہ عنہ نظر الی وجوب
الصارت و عدم الدعی و انکسار ممکنات فی نفسہ امتناعی عن من مدعی سے پہلے بیگناہ ارش ہے کہ کوئی بیگناہ
عبارت میں لفظ الظلم اور جمل و یکبارہ اور اس کے بعد فالقدرة علیہ لا تنافی امتناع صدورہ عنہ ملاحظہ فرما
یہ خیال کر میں کہ ظلم یعنی تصرف فی ملک الغیر اور جمل ضد علمات فالنقی کائنات سے ممکن الصدور
اور داخل مقصورات میں اور اس وجہ سے عبارت مذکور کو طاعتی بخالفہ من اگر باطل محض اور غلط
بیہود بتلانے لگیں کیونکہ یہاں ظلم یعنی المذكور ہرگز مراد نہیں بلکہ معنی وضع اشئی فی غیر مہض
مراد ہے چنانچہ مذکور اسکی طرف اشارہ کر چکا ہوں اور تصرف بلسان غیر اسکی توضیح آئی جاتی ہے
اور نیزہ معنی ظلم کے مشہور و معروف بھی ہیں البتہ جمل میں محسب نہیں جو بعض صاحبین کو زیادہ
ظلمات ہو تو اسکی توضیح مناسبہ اور یہ عرض ہے کہ جمل صیغہ اکثر علم کے مقابلہ میں اولیایا
ہے ایسے ہی ظلم و حکمت کے مقابل بھی مستعمل ہوتا ہے وہ ظلم الہی علی عبدہ میں ایک جا قال انکم
قوم جہلون ارشاد ہے اور اس کے موقع میں و لکنی اراکم قوما جہلون فرمایا ہے جسکا ترجمہ حضرت شاہ
ولی اللہ صاحب جمل کیکنہ تحریر فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ کر نیکا اطلاق افعال پر ہوتا ہے نہ
صفات اور جمل ضد علم افعال میں ہرگز شمار نہیں ہو سکتا تو اب ضرور جمل سے مراد جمل جمل لینا
ہوگا کیونکہ خلاف حکمت وغیرہ ہے اور یہ ثانی کی تفسیر میں قاضی بیضاوی و اسمہون علیہم السلام
تدعو ہم اراؤا اولیاء علیہم السلام و متساوون علی البصیرین سبب ہم الی انکسارہ فرمایا ہے کہ میں جس
صاف ظاہر ہے کہ جمل یعنی ستم مراد ہے حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ارشاد ہے وان
جمل علی احدکم جابل و ہو صایم فلیقل الی صایم ظاہر ہے کہ جمل سے مراد ستم علم ہرگز نہیں بلکہ

شتم و ثانی و غیرہ افعال میں مراد میں پناہ شریعت حدیث مذکور میں مرقوم ہے انجیل کا اطلاق
 علی مقابل اسلم کذلک اطلاق علی مقابل علم اور نیچے خلافی بیضاوی کے قول مذکور پر مرقوم فرماتے
 ہیں تولد و تشفیون الخ علیکون انجیل یعنی آخر وہ ہو انجیل علی العبر و علی مائش علیہ قد لا اوصلوا و ہو
 سنی شایع کہ تو انجیل الایجلین احد علینا و انجیل فوق جبل البجا بلینا جب خدشہ مذکور آیات قرآنی
 و حدیث نبوی و اقوال علماء و کلام شرا سے نازل و دفع ہو جا تو اب ال قسم کی خدمت میں یہ
 انجیل ہے کہ جو رسول مکملین کا عموم قدرت باری پر آیات مسطورہ سے استدلال کرنا اور ہر فرقہ
 نظامیہ کے ظلم و کذب و غیرہ قبائح کو عموم قدرت سے خارج کر دیکھ کر فرما کر اسکا جواب دینا صحیح
 اس امر پر وال ہے کہ حضرت اہل سنت اور علماء شریعت ان آیات و اہل علی عموم کو کذب و ظلم یعنی وضع
 الٹی فی غیر محاد و جبل معنی خلاف حکمت کے مقدور و تیرہ دلیل شافی فرماتے ہیں اور جملہ ممکنات
 کو اس میں شامل کرتے ہیں البتہ فرقہ نظامیہ قبائح کذب و ظلم و غیرہ کو اس عموم سے خارج کرتا ہے
 تو صرف ہے کہ فرقہ مذکور و اہل علی علی شئی قدیر و غیرہ سے امور مذکورہ کو خاص بتلایک تو اب اگر کوئی
 شہوم اہل آیات سے کہ جن کو ہم نے اپنے ثبوت و دلائل میں پیش کیا ہے کذب متنازع فیہ کی تخصیص
 یا دعوی کریں تو اول یہ ہی بخلاف فرمایوں کہ یہ مذکورہ امور مذکورہ میں کس کا ہے اہل سنت
 و عام اللہ کا یا نظامیہ فدائیم اللہ تعالیٰ کا دیکھئے اہل سنت تو کس تصریح کے ساتھ کذب کی مقدور
 باری ہونے پر آیات مذکورہ سے استدلال فرما رہے ہیں اور نظامیہ نے جو خدشہ پیش کیا تھا
 اس کو اسکان ذاتی اور امتناع غیرہ مراد لیکر دفع کر رہے ہیں جو بالکل ہمارے عرض کی
 مطابق ہے و الحمد للہ اور یہ سب جانتے ہیں کہ لغو و فرائض کے وہی معنی معجز ہوتے ہیں جو
 سلف صالحین کے مراد ہیں اور عموماً انصوح ایسی ہیجنت قطعی ہیں کہ ایہ مجتہدین ہی بذریعہ تیار
 احکام خیرہ فرمیں ہیں اور اسکا عموم کے خلاف نہیں کر سکتے چہ جائیکہ اصول شرعی میں اور پھر
 تخصیص ہی کو ان کریں مستحل اور ان کے اشباح اس تخصیص کے بطلان میں تو انشاء اللہ کوئی ہر فرقہ
 ہی نہیں ہوگا بلکہ جو ممکنات اہل سنت نے انصوح مذکورہ جملہ ممکنات فائزہ کی نسبت عام
 و مثال کتاب شریفہ میں و افعال خلاف حکمت و عدالت ہو یا مقابل رحمت و صداقت یا امر
 بہ معروف و نہی یا عدم داعی امور مذکورہ کو متشیع الصدور تسلیم فرماتے ہیں چکا خدا تعالیٰ

اعتناء بالغیر ممکن ہے علی ہذا القیاس مللے اصول میں مثل حضرت مکملین آیتہ ان اللہ علی کل شئی
 قدير و ان اللہ علی کل شئی قدير کو حدیث و عام فرماتے ہیں البتہ آیات و اداسکی اشال سے مقتضات
 باری کو شئی باس شئی عقلی و ہایا ہے مگر اس سے شتا و تخصیص سے کوئی صاحب یہ کہہ نہیں کہ
 عام شخص جس میں بلایہ قیاس اور بھی تخصیص جاری ہو سکتی ہے کیونکہ اول تو تخصیص عقلی اس
 حکم سے خارج ہے پناہ شریعت کو ترجیح میں ارشاد فرمایا ہے قل ان انصوح اذا کان ہذا عقلی و نہ نبوی
 حکم الا مستنداً علی ما یافی والیورث مشہد الی آخر یا قل صاحب علی غیر قرأتے ہیں کہ اسکان
 المختص ہوا عقل کا ان العام قطعی الباقی لعدم مورث الشہد الخ و سکر اگر خلاف ارشاد
 علماء ہم تسلیم بھی کریں کہ خالق کل شئی و غیرہ عام مخصوص اصطلاحی اور عقلی ہیں تو کوئی حکم عقلی تو
 نہیں جو اسکیل قیاس جاری کر کے تخصیص کیجائے مسائل عقیدہ میں خلاف صالحہ شئی عقلی
 تخصیص کیونکہ قبول ہو سکتی ہے اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے تو غایت مافی الباب یہ ہوگا کہ
 علماء اجتہاد و قیاس کی تخصیص معتبر سمجھتی ہیں اس صدی کے علماء کی تخصیص تو یہ بھی مسموع
 نہیں ہو سکتی اور یہ بھی اس حالت میں کہ علماء نے مکملین بالتصریح کذب غیرہ کو آیات مذکورہ
 کی عموم میں داخل فرما رہے ہوں کہ امر و بیا فی ایسا اس تقریر پر غالباً کوئی صاحب فہارت تو یہ
 فرما دیں کہ جب آیت مذکورہ اور اداسکی اشال کو جملہ ممکنات پر شامل ہلا تخصیص مانا گیا تو اصل اکل و تیرہ
 و حرکت و انتقال و غیرہ بھی بوجہ ممکن ہو سکتے مقدور باری ہو سکتے اور انکا صدور بھی ذات واجب سے
 لغو یا ممکن بالذات ہونا چاہئے غایت مافی الباب کسی بالغ کی وجہ یا داعی کے عدم سے امتناع
 یا غیر انکو داعی ہو جائیگا حالانکہ یہ جملہ امور اور اداسکی اشال ممکنات ذریعہ میں بدایت شمار ہوتے ہیں
 اسکا جواب اول تو یہ ہو کہ احقر نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ظلم و جہل معنی معلوم اور کذب
 اور سار قبیلہ کی نسبت شارح مقاصد فرما رہے ہیں فالقدرة علیہ لا شائی امتناع صدورہ عنہ نظر الی
 وجود الصارف و عدم الداعی و امکان ممکنات فی نفسہ سے کذب کا ممکن لی نفس ہونا ثابت ہوتا
 ہے و علماء اگر ہم بھی اسکی تصریح فرما رہے ہیں کہ داعی و ہر اکل شرعیہ غیرہ اسکا ذکر و التسلیم الی
 الباری کے نزدیک معتبر بالذات ہیں تو یہ اسکی جاہد ہی کا بوجھ قطع ہمارے ذمہ کیوں نہ کر
 جاتا ہے اس میں فرق بیان کرنا جیسے ہمارے ذمہ ہے اس سے کم اور صاحبان اہل سنت کے

منسوب بربوب کذب مذکور کی مقدریت کا انکار کرنا ممکن ہو سکتا ہے بالجملة تصریحات علماء نظام سے
 یہ امر ثابت ہے کہ آیات والی علوم القدرۃ کذب متنازع فیہ کو بھی شامل ہیں اب یہ دلائل عقلیہ بھی
 اس پر شاہد ہیں کہ کذب مثل خلافت عدل مقدر و باری ہے اور کمال اعلیٰ و شرب و غیرہ کا اس
 نہیں بواب خالق الہی و غیرہ آیات کے حکم میں داخل ہونا تو مسلم ہوگا اور یہ خود بلا واسطہ مثل
 خلافت عدل و حکمت مثل اندیز طالع و غیرت مشرکین کے ايقاع پر اور کوقدرت ہے کو پوچھ عبارت
 اور نظام خود ہونا محال ہوا سبب پر نظام مخالفت الواقع کے انعقاد پر بلا واسطہ اور کوقدرت محال
 ہے چہ چہ پوچھ جو و ساروق و عدم و انکی اور کوقدرت کی ثبوت نہیں آسکتی علیٰ ہذا القیاس آیت
 الہی علیٰ الخلق اور ارشادہ لیسوا انہم قد کذبوا بقرات تحقیق قاتلہ یات کو چھوڑ کر حسب سابق محققین
 اسی بواب مشیر ہیں اسبیطرہ تصریحات و اشارات حدیث بکثرت اس جانب مشیر ہیں کہ جناب
 باری مختار اعلیٰ ہے کہ کوئی فعل ممکن ہو سکی قدرت کو دروغ و عدم و عید اس کے اختیار کے متناهی ہو سکے
 سبب جو ہے حالانکہ کسے حکمت و رحمت کا جدا قصہ ہے قبل و بعد و بعد و عید یکسان قدرت ہے
 یقیناً میں ایشاد و عید من یشاد نمونہ قدرت ہے تو الیظلم ربک اعداء لا یظلم شغال ذوقہ شعب
 رحمت ہے جب ہمارا مدعا حسب تصریحات علماء و عقل سلیم تصدیق قرانی و احادیث نبوی سے
 ثابت ہو چکا تو کیا قوال علماء مذہب انھیں کرنے مناسب ہیں اسلئے چند عبارتیں کتب معتبرہ سے
 ثبوت مدعا کے لئے نقل کرتا ہوں اہل تصوف کو انشاء اللہ العالیٰ انکی کسے لئے کافی و کافی
 ہوگی موافقت شرح موافقت میں فرماتے ہیں الرابعۃ النظام و توجہ قالوا لا یقدر علی الفعل
 البصیر لاشع العلم یقصد و وہ عمل و ظاہر انقصن بحسب تنزیہ قابل عن و انجواب انما انقص
 بالسیبۃ یقانون الکمال بلکہ فلا ان یقدر فی علی و یہ برادہ ان سلم فی الفعل بالقیاس الیہ
 تنجایہ عدم الفعل بوجہ الصادق عنہ و ما الصیغ ذلک لایفی القدرۃ علیہ کس عبارت سے صاف
 معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فعل ممکن ہو سکی وجہ سے قدرت باری اعلیٰ سے خارج نہیں ہوا بلکہ
 افعال مجزیہ مثل خلافت عدل و خلافت صدق سب مقدر و باری ہیں البتہ بوجہ قیاس مخالفت و
 رحمت کی وجہ سے انکا صدور بھی ہوگا و منشی قیاس کی وجہ سے افعال مذکورہ کو متنازع بالذات
 اسبیطرہ محال ہوتے کے خلاف اور ذوق نظام کا اتجاہ ہے اب انصاف کیجئے کہ اعلیٰ حق کو

ایک توجہ اسرا تمام اور خیال تمام ہی تھا و علی تو اسبیطرہ نری و توجہ ہی منیت ہے کہ فرق نظام میں
 و اعلیٰ ہونے سے جان بچ جائے کسی نے کج کہا ہے من غیر ہذا لا یقدر علی فعل البصیر یہی
 شارح مقاصد مشرکین بموجب قدرت کی تفصیل میں فرماتے ہیں اور عبارت مقصود کذب بھی اعلیٰ ہے
 و نہیں النظام و سبب عدم القاموں بیانہ لا یقدر علی خلق انجیل و الذب و الظلم و سایر القیاس الیہ و ان
 طبقاً مقدر و الہی جاز مسدود عنہ و الما لم یطل الا انفسار الی السحقان کان عالم البصیر ذلک
 و باستثناء جندہ الی انجیل ان لم یکن علیہ الما لم یجواب اما لا سلم یصح شیء بالسیبۃ الیہ کیف و ہذا
 فی نظام و مسلم القدرۃ علیہ لانتالی التعلی و مسدود عنہ نظر الی و جہ و الصادق و عدم الیہ و ان
 مکشالی فعل علی اس عبارت میں تو قرآنہ موجود ہے کہ کذب بلکہ بلکہ افعال قیید پوچھ حق و غیر
 سے خارج نہیں ہیں بلکہ متنازع بالخیر ہیں اور جواب اول قبل التسلیم و شارح موافقت اور شارح نظام
 نے بیان فرمایا ہے اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ کذب و ظلم و سایر قیاس میں بالظلال
 ذات الیہ ان کوئی فعل ہی نہیں یعنی ان افعال کی وجہ سے او علی ذلک اقدس ہیں کوئی شیخ الذکر
 نہیں ہو سکتا بلکہ محض مصلحت اور نفعت پیدا کی وجہ سے ان افعال سے اعتبار و احترام
 کیا جاتا ہے علامہ ازین کذب اور اظہار مجزہ علی یہ انکا ذب و نون قیاس میں برابر ہیں کہ انھیں
 البعض اور قیاس و لغت تشریح میں اسبیطرہ رسالہ میں اسکو تسلیم فرماتے ہیں حالانکہ شارح مقاصد
 مشرکین نبوت کے شبہات کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں اور انھیں انجور المجزہ علی یہ انکا ذب
 لای عن قرین وان ہذا فقط بانہ علی شمول قعدۃ الذب و متنازع علامہ معلوم الا انفسار فقط علامہ
 حکم سایر العادیات عبارت مذکورہ سے اظہار مجزہ علی یہ انکا ذب کا امکان ذائقہ جاری ہے
 سے سبب محروم و نہ بالکذب و دیگر افعال کا ممکن ہونا لازم آتا ہے اور انکا انفسار و عدم انفسار
 یقیناً ثابت ہوتا ہے و ہذا مدعی اور کیجئے شرح صحاح میں ہر قوم ہے کہ قلت ان علی البصیر
 من غیر حیات محال فان اردت ان محال لہذا فذلک فیہ مسلم لانا تعلم ضرورۃ ان ذلک البصیر
 الیقینی مد من لذاتہ بل علم ان سبب و توجہ و عدم صافی ذات و احدۃ و ان اوست ان محال
 ان البصیر لای یقدر علیہ ان فیصل مثل ذلک البصیر فذلک مسلم لکن ذلک البصیر انفسار
 القدرۃ علیہ بل ترک القدرۃ و ارادۃ انھی عبارت مذکورہ سے یہی ہی امر ثابت ہوتا ہے کہ فعل

الاشارة مع الاشناع ای امتناعاً لعلی من تخالف لا الاشناع او الامتناع ای امتناعاً عن الامتناع
علیه صیح القول بل دخل القولین فی التزمید و هو القول الایق بنوعیه الاشناعه انشی صاحب نظرهم
والضمان عبارت مراد کما لا یحضر فربما یستلزم وجهاً کما فی حاشیہ اشترک و منافیة و التزمید کے ساتھ ثابت
ہوتا ہے بلکہ جو اس مدللہ کے خلاف ہیں اور پھر الزام مخالفات اہل سنت اور موافقت معتزلہ لگایا
جاتا ہے اور طریقہ کہ افعال قبیحہ کا تحت القدرة و اعلیٰ ہونا موم قدرت باری کی تو مناسب ہے کہ
زودیک بتاری ان صاحبوں کے ارشاد سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مناسب تہذیب باری بھی یہی ہے کہ
افعال مذکورہ کو مقدور باری کہہ کر منع افعال کا مانا یا نہ چنانچہ اعتقاد بھی بعد میں کسی قدر
توضیح سے عرض کر چکا ہے سو اب کس نیز افعال کا کام ہے کہ جو امر تہذیب نامہ قدرت کا امر کے
مناسب ہو اور نہ ترک کر کے وہ جانب اختیار کرے کہ جو دو فریقوں کے مخالف ہو واقعی ایسا عقیدہ
معتزلہ جیسے عقلا ہی کے مناسب یہ نہ تھا ہے کہ عقاید معتزلہ کو اس اخیر زمانہ میں عقاید اہل سنت
قراردیتے جایں اور جو بجا رہا اہل سنت اپنے پڑائے عقاید مطابق عقاید سلطان پر قائم ہوں اور پھر
مزداریہ یونہی کا اہرام لگایا جاوے والی البدعہ کی تخریر اور اس کے شرعاً تحریر و تفسیر میں بھی ساریہ
کی اخیر عبارت مذکورہ کی تائید فرمائی ہے و ذکر فی السلب بطریق الامتداد فی الجملة ان الثانی ای
ان یعتقدوا لا یفعل قطعا و دخل فی التزمید لکہ انی التزمید التزمید الیہ الیہ و یسبیلہ و یسبیلہ
مختصہ بالاصول من مضافی صاحب قبلتے میں و قد یقال ان اشناع الفعل لقیام صارت فی القیاس
الشیخی الاختیار اس عبارت سے تو مثل بعض عبارت سابقہ یہ معلوم ہوا کہ امر قبیح مثل کذب وغیرہ اگرچہ
ہو صارت و مانع کہی موجود نہیں ہو سکتی لیکن یہاں امتناع قدرت و اختیار کے متافی نہیں ہوا
بعد میں دیگر ارشاد فرماتے ہیں انحاب عن الاول بالاسلم امتناع اطہار المعجزہ علی بدعہ الکاتب
و الذب علی البدعہ فی افعال معتزلیہ ان کما یجزم بعدہ الامکان الحکامات و قدرۃ شاملۃ قاضی مقتدا
لہ کہ سے بھی نہ بدعہ علی بدعہ الکاتب او کذب کا مقدور باری اور ممکن بالذات ہونا صریحاً
ہوا ہے اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ بدعہ امتناع غیر کی کہ کسی اور کی تحقیق کی ذریت نہ ہو و علی و
اصلاح منعموں کو صاحب سلم الثبوت اپنے نہیں میں تحریر فرماتے ہیں معتزلہ کے اس استدلال کے
مخالفین راہ حسن قبیح عقلی ہو گا کہ کذب باری منع ہو گا و کذب بدعہ منع ہو گا و اطہار معجزہ علی

یہ الکاذب بھی متنع نہ ہو گا اور اب ثبوت ثبوت ہی کی کوئی صورت ہوگی وقد خاب بالانسان ان لا یسلم الا بالثبوت
الکاذب علی الصدق والحق والظہار المعجزة علی الکتاب الشنا ما علی الانہاس من الکلمات وتدریج
شناہ ولو سلم الا متنع فلا یسلم ان انتفاء النسخ الخلفی لم یلزم انتفاء النسخ الہادی لکن انتفاء النسخ الہادی
وہو العادة اولیٰ لیس من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم بالمدلول ولا یلزم انتفاء الدلیل انتفاء الدلیل
ساحب شوق اعتراف ان لا یلزم انتفاء النسخ الخلفی کے شکی خراب لغویات کے لیبین اسکا یہ طلب ہرگز نہیں
کرے مضمون ضعیف یا غلط ہے بلکہ صاحب مسلم اس مضمون کو موقع جواب معتبر میں بیان کرتا ہے
ضعیف فرماتے ہیں اور مضمون مذکور کے بجائے خود صحیح ہونے میں ہرگز کلام نہیں کرتا اسکا
مستتر کی بنا تو فقط اتنی بات پر تھی کہ یہ کذاب باری متنع نہ ہو گا اور ظہار معجزة علی یہ الکاذب کی طرح
متنع نہ ہو گا اور جواب اہل دین بالقصر کی وجہ کو ممکن مقصود تسلیم کرے ہیں جو کہ الحق الحق کو بلا
شناہا اور جواب ثانی میں جو کہ بعد التسلیم دیا گیا ہے تو بے ظہار معجزة کو متنع مادی کہا ہے اور
استغاث مادیہ کا تحقق بھی ممکن صحیح ہے کوئی امر اور کی حقیقت کو بالغ نہیں ہوتا جسے معجزات
و خوارق ہوتے ہیں سبکے بحال مادی میں بلکہ معجزات و خوارق بلکہ حق خرق عادات اور
عکاسات معنادار ہے اور اگرچہ مضمون اہل سنت کے مذہب کے خلاف اور اصل سے باطل ہوتا
تو اول تو علماء اہل سنت ایسے باطل امر کو موقع جواب میں کیوں بیان فرماتے اور یہ ایسے بے
اصل جواب کو صاحب مسلم نے کیوں نقل کیا اور کیا تھا تو ایسے باطل امر کی بالقصر تفسیر و تزیین
بیان فرمائی تھی لایحیٰ ضعف کہنے کا کہ اس موقع تھا علاوہ ازیں یہ امر کہ خباب باری کلام غیر ملایم
لذواق کے حکم پر قاری ہے خود مسلم میں چند جگہ موجود ہے پہلے اس مضمون کوئی نفسہ ضعیف اور
غلط کہنا صاحب مسلم کی نسبت کہ یہ کلام مسلم ہو سکتا ہے دیکھتے ہیٹھ تکلیف میں فرماتے ہیں -
واما التعمیری بان یعلقہ بصیحة الامر یقول او جدا لالحال او ات باجتماع الشیخین فہما موافقا
لقولہما جلیج التعمیری من واقعہ حاقیل امتناعہ لمدک آخر تو تم لقم عبارت مرقومہ اس امر پر
دال ہے کہ جو کہ طلب حقیقی میں تصور و خیال مطلوب بھی ضروری ہے اسکا ادھو علم استعمال
ایسے مواقع میں طلب حقیقی البتہ نہیں ہو سکتی اور اگر مختلفات کی تکلیف اور او کی طلب حقیقی کر سکتی
نہیں کہ کہتا لیکن فقط اتنی بات کہ امور متضاد کو ظاہر امر کسی سے طلب کرے اور اسکو اسبہر

محل کریمی ظاہر میں شکایت دی اور مثلاً اوچھا لجال بخیرہ کے ساتھ اسکو خطاب کرتے ہوئے کہا
 جو از قوع میں کوئی امر بالغ نہیں یہ تو ایسا ہوگا جیسا کوئی لون خبرریشہ کی جگہ لے لیتا ہے
 موجود ہے سو اسے تلفظ اور لکھ کے مقدور ہو گئے ہیں اسکو کلام سے حاصل اس امر کا یہ کہ
 کہ بعض اشعارہ نے تخلیف بالمتنوع کو ممکن فرمایا ہے لیکن با تریبہ اور محققین اشعارہ اسکو
 منع فرماتے ہیں اور دلیل اسکی صاحب مسلم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اگر کسی نے کو طلب
 کرنا اس پر موقوف ہے کہ اس نے کلام کو اور جو اس کے نزدیک تصور ہو اور مستغاثات یا مختص
 مستغاثات ایہ کا تحقق امر علیہ کے نزدیک ہرگز تصور نہیں ہو سکتا تو یہ اسکی طلب کی سے
 کیونکر ہو سکتی ہے اس پر فریق اول نے یہ اعتراض کیا کہ امر اور طلب کے لئے فقط امر کا وجود
 الحال یا آت یا حتیٰ التخصیص فرمایا کافی ہے شے مامور بہ کا تصور یا تحقق ہونا اگر ضروری
 نہیں ہوا اس شے کے وضع کرنے کے لئے صاحب مسلم نے وہ عبارت بیان کی جو احتقار ہی لفظ
 کو چاہئے اور فلاح دفع یہ ہوا کہ ہمارا نزاع طلب حقیقی میں ہے وہ بدون تصور وجود مامور بہ
 ہرگز واقع ہوگی باقی رہی طلب صوری اس کے لئے تصور مذکور ہم بھی ضروری نہیں کہتے تو اب
 یہ فرقہ یہ ظرافت نزاع لفظی ہو گیا یعنی مستغاثات کے بارہ میں طلب حقیقی تو کسی نزدیک صحیح
 نہیں ہو سکتی اور طلب صوری کے ہم چکر نہیں وہ گویا ایسے ہو گئے جیسا کوئی اجتماع التخصیص
 واقع ہوئے اس کے نفس تکلم تلفظ ضروری تو قدرت ہے لیکن اخبار حقیقی تصور نہیں چنانچہ
 مولانا ہر العلوم رحمۃ اللہ علیہ علامہ مذکورہ کے بارہ میں قان الاخبار یہ حقیقت تحریر فرمائی کہ ان تخلیفات
 پر محض فرما ہے میں اب اس پر حدیث قوی پیدا ہوتا تھا کہ جب امر کو جملہ اجتماع التخصیص واقع
 کے تکلم قدرت ہوئی تو اسکو اسکا کہیں کو ان جملوں کے تکلم برحق قرار دینا چاہیے حالانکہ ایسے جملوں
 کو اسکا کہ جس کے لئے کوئی حقیقت اور حیلے تکلم سے کوئی غرض واقعی تصور ہو تو یہ نقص عیب
 کی بات ہے تو اس کے ازالہ کے لئے صاحب مسلم نے عبارت مذکورہ و اما قبل بامثالہ و لمدک آخر
 لوتتم تم یا ہوا مافی الی ان جملوں کے تکلم کو باوجود مقدور ہو چکا جو متنع کہا جاتا ہے اس کی
 اور ہر قریب دلیل ہے جہاں وہ دلیل موجود ہوگی تکلم مذکور بھی متنع ہوگا ورنہ نہیں اور وہ دلیل
 یہ ہے کہ جو امر ایسا ہوگا کہ نہ ہرگز رجسٹ سے منہ ہوا و بعد و نحو و کذب کی وہاں انباش

نہ ہوا یا تو باوجود حصول قدرۃ ایسے جملوں کا تکلم متنع ہو جائیگا اور جو امر قبایح مذکورہ سے منہ ہوا
 بلکہ اسکا صدور و اعلان سے نیز امکان میں ہو وہاں تکلم مذکور بھی امکان اصلی بن جائیگا اس
 ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ لغوی شائد کو ملتین مذکور ہیں اور ان کے امثال پر قدرت حاصل ہے
 اگر مدارج حکمت و رحمت وغیرہ کی وجہ سے اس کے صدور کی کسی وقت نہ ہوگی اور اسوجہ سے تکلم مذکور
 ممکن و مقدور ہوگا متنع یا غیر ہو گیا اور باقی امر میں چونکہ یہ مانع موجود نہ تھا اسلئے امکان صرف
 وہاں باقی رہا چنانچہ عرض احقر کی تصدیق مولانا ہر العلوم کے ارشاد سے بھی بخوبی ظاہر ہوئی کہ
 والمدک الآخر میں ان التلخیص بالیقصد مد اوہل ہو تحصیل علی البدل علی دان التخلیف
 بالحوال نقص تحصیل علیہ احوال و لمدک شامل للصورہ و الدقیقی اللانہ مختص بتخلیف الد
 لغوی قدر اور یہی معنیوں خود مستغاثات رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشیہ میں بیان فرمایا ہے باوجود
 ان سب باتوں کے کہ ہم بھی کوئی صاحب جہاد یا لغوی شائد کے معنیوں میں ان میں تو یہ فرقہ
 اس کے کیا عرض کروں وہ اس پر بھی نہ سمجھے کچھ تو یہ اس سے خدا بھیجے اور ہی فرقہ ظاہر و احوال
 قیسی کو قدرت قادر مطلق سے نکال کر اسکی قدرت میں نقصان ظاہر کرتا ہے اور ہرگز خود شل نہیں
 بل علم زمانہ حال اسکو کمال تشریح خیال کرتا ہے اور چنانکہ کہ عبارات کتب سے اس کے عرض
 ہو چکے ہیں اس فرقہ کے بیان میں صاحب موافقت اور شراح موافقت دوسرے مقام میں اپنا
 فرماتے ہیں النظامیہ صاحب ابراہیم بن سيار النظام و ہوں من مشیہ طین القدیرۃ علی کتب
 الخلافة و خلا کلامہم بکلام المستر لا قالوا لا یقدر ان یفعل بعبادہ فی الدنیا ما لا یفعل بہم فی
 ولا یقدر ان یرید فی الآخرة او ان یقصر من قواہ عقاب لایل الحمت و ان توجہوا ان یرید
 لغوی من الشر و القیاس لایکون الایسلب قدرۃ علیہا فہم فی ذلک کمین ہر س من المظاہر
 الیہا یہ انہی انما ظہر بالانصاف ملاحظہ فرماوین کہ تشریح جناب باری عز اسے کو عدم قدرت
 افعال قیسیہ موقوف کرنا حسب تصریحات علماء و مراد یہ ہے کہ بہائی نظام شیطان قدری اور
 اسکی اتباع کا نہ ہو سیکے ہر باوجود اسقدر تصریحات کے اسکو حضرات اہل سنت کا نہ سب قرار دینا
 اور اس کے متکرمین کو مراد یہ کہ القیاس عطا کرنا اہل علم سے کیا عرض کروں کہ کس قدر عجیب و مستبعد ہے
 کلام مذکور سے یہی ہی مفہوم ہوتا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک احوال قیسیہ مقدور باری تعالیٰ ہیں

ہوا کہ متفق بالغیر ہونا ظاہر ہو گیا ہے اسی جواب میں سنت کی توفیق شائع ہوا وقت اس طرح بیان فرماتے ہیں
 واما جواب ان الامکان العقلی الاشیائی الخیر بعد عدم الوجود اصلاً کما انما تاتی اور اسی حدیث کے
 جواب میں شیعہ حاکم بن ہاشم و شیعہ فرما رہے ہیں واما جواب ان حدیث العقلی الذنب منہ لعالی
 عندنا لیس ہو جو العقلی حتی بلزم من استقام فیہ ان لا یعلم استقامہ نہ ہو جو ان کیوں کہ ان کے
 وقد تقدم بذاتی سیاحت کونہ نقالی شکلاً وولاد المعجزة علی صدق السید ما وہ فی ذلک وقت علی
 امتناع الذنب کما فی سائر العلوم العارضة التي لیست انما یفیدها مستحق فحقن خیرم بعد صدق من غیرت
 المعجزة علی یومہ من ان کذب ممکن فی نفسہ فلا یلزم التباس وسیاتی اس عبارت میں بھی کذب
 کی امتناع بالغیر کی بجائے اشارہ ہے اور ظہور معجزہ علی بدال کاذب کے امکان کی تصریح اور ظہور
 معجزہ علی بدال کاذب اور ظہور کذب کا حسب تصریحات علماء اور موافق تحریر مولف شریعہ کی کیا
 حال ہے آگے چل کر جو شیخ موافق میں اوس طائفہ کا ذکر کیا ہے جو کہ ظہور معجزہ کو دال علی
 التصدیق نہیں مانتے اور ان کے ذکر میں ایک اعتراض فرقہ مذکور کی جانب سے ایسے پیش کئے
 ہیں جو کہ ظہور معجزہ کی دال علی التصدیق ہونے میں قانع ان خیالات کے ایک مشابہ بھی ہے
 انما من انہ لا یلزم من تصدیق المدالیہ صدق الا اذا علم استحالة الذنب علی السد تعالیٰ پھر ان
 سبب اعتراض کا جواب دیا ہے ابواب الاجمالی تا فرناہ غیر مرآۃ اسی اثر شاہ حریر اس میں ان
 تصریحات العقلیہ الاشیائی العلم العارضی کما فی الحسوسات انتہی یہ عبارت بھی بالتحریج اسی امر کو
 ثابت ہے کہ کذب مذکور عند العقل کو جائز و ممکن ہے مگر اوہ جوہ سے اسکا امتناع عارض ہو رہا
 ہے بالجملہ مستحیل اہل سنت کے نزدیک ایسا محقق و صریح ہے اور اکثر کتب علم نظام و مسائل
 میں موجود ہے کہ اہل انصاف سے ہرگز انکار نہیں ہو سکتا مگر آج کل کے اہل علم سے سخت تعجب
 اور حسرت ہے کہ ایسی تصریحات جزوہ مشہورہ کے کسی قدر سرسری کی وجہ سے رد کرتے ہیں کہ کذب
 اہل حق کو عقاید زور و یمن و اہل باطل اور کفر کے مابین فرقہ معجزہ کے ہر حدیث پر اسکا طریقہ
 ان تصریحات میں ہر حدیث کے لایعنی الذنب بقدر عبارات کتب مختلفہ کی جسے عرض کی ہیں ان
 انصاف کے اہل بیان کے لئے انشاء اللہ بہت کچھ میں زیادہ کی ضرورت نہیں درود سم اور
 تصریحات راہ راست بھی ان کے سید عقل کر سکتے ہیں لیکن جن صاحبوں کو بوجہ تعصب علمی بات

اس مسئلہ کا انکار کرنا ہے غرض و اسلی اور غلط فہم ہے اس کے لئے تیرے سند میں کمالی ہو سکتی ہے
 نہ ان کے اعتدات متعاضد ہوا ہوں کو ہم بھی مخاطب بنانا نہیں چاہتے ان سے کچھ امید
 نہ کوئی شکایت بلکہ کیا عجیب ہے جو ایسے لوگ بنائے اسکے کہ امر حق کو تسلیم فرماویں اور اولاد لئے
 ہو کہ میں بلوم بنائیکو بنیاد ہو چھین اور فرماویں کہ بیٹے تو فقط یہی ہوا تھا کہ کذب مذکور کی امکان
 کو تسلیم کر لیا گیا تھا اب اوس پر یہ طرہ ہوا کہ کذب کے ساتھ ظلم یعنی فسادات عدل اور حق یعنی فسادات
 حکمت اور حقیقت کے امکان کو بھی حق مان لیا گیا سوا سوا حجت سے ایسے حجتات کو موقع بہتان
 بندی اور اختراہ و درسی اور بھی زیادہ ہاتھ آئے گا اور حقد زبانی و لازمی ہو چکی ہے کیا عجیب
 جو اوس سے بدلہ جانا دیکھ کر اب نو بیہ آئے سوا ایسے صاحب جو چاہیں مولرین مگر یہ یاد رہے
 کہ بہتان بند بیکانال چہا نہیں اول تو جسے جو کچھ عرض کیا ہے اصول شیعہ کے موافق
 اور تصریحات علماء و مستشرقین کے مطابق عرض کیا ہے تو اس بہتان کی لورت بہت دور ملک
 تو چھٹی آدمی کو جس امر کے فہم کی لیاقت ہو اوس میں دخل دینا اور علماء معتبرین کا تحفظ
 کرنا اور وہ بھی عقاید جیسے شہرہ با نشان علم میں سراسر بد فہمی اور کوتاہ اندیشی ہے و حسی یہ بات
 کج فہمی تو چند ان دشوار نہیں بالخصوص اہل علم اور باہر ان عقول کو کہ قدرت علی التسلیم
 اور صدور قیاس میں فرق چلی ہے اول کمال ہے اور ثانی نقصان قیاسیہ مذکور و عرض ہو چکا
 ہے ورنہ چاہئے کہ افسوس بلکہ بجا ہی معلوم ہے مومنین بلکہ امتیاز میں ہے بوجہ عدم قدرت علی
 الذنوب افضل و اشرف ہو جائیں اور ان کے ابطال یہ نو بیہ میں کوئی غافل مسائل نہیں
 ہو سکتا اور جن صاحبوں کو انہی بات کے سمجھنے کا بھی فہم نہ ہوا کہ محض اقوال اکابر کی تعلیم
 ضروری ہے ان کے فہم میں آئے یا نہ آئے جزئیات فقہ میں جب ہم اپنی بات پر کار بند نہیں
 ہو سکتے تو عقاید کلام میں ہر فہم و فہم کی رائے کب قابل تسلیم ہو سکتی ہے ملاط قیرو و درون
 اعمال و کل صراط وغیرہ امور غریبہ میں جو ظاہر بیہوش اور کوتاہ اندیشوں کو شبہات پیش آئے
 یا مسئلہ تقدیر وغیرہ میں جو اکثر ان کو اعتراضات سوچے تو کیا یہ شبہات عقاید کسی درجہ میں چھوڑ
 دین اور اذن اعتراضات کو چھوڑ سکیا ان امور کا انکار کسی مرتبہ میں مقبول نہ ہو سکتا ہے ہرگز
 نہیں ہرگز نہیں جو صاحب بد فہم خدا و بھی اسکا عقیدہ کو اچھی طرح سمجھ سکیں تو جان السد

وہ حکم شرعی ہے کہ اولیٰ شہادت عقلیہ و لا حول پر ہوا اور امور مذکورہ کو سوائے شہاد شائع میں
 کہو کہ میں نے آئین و آئین و آئین کی خبر نظر نہیں آتی ہاں اتنی بات لایق گذارش اور
 بات ہے کہ اس کسب میں خلافت میں مستند عبارات جویت مقدوریت کذب میں پیش کی ہیں اور نہیں
 اکثر تو وہ ہیں کہ جو یا تخصیص مقدوریت کذب کے اثبات کے لئے نفس صریح یا بمنزہ نفس صریح ہیں
 اور بعض عبارات ایسی بھی ہیں جن سے مطلقاً افعال قبیحہ یا سوائے کذب کسی اور امر پر ترجیح کا مقدور
 ہونا ثابت ہوتا ہے لہذا اہل فہم خوب جانتے ہیں کہ سب افعال قبیحہ کذب ہوں یا کچھ اور سب
 خرابی میں مساوی الاقدام میں خلافت حکمت ہو یا صداقت مخالفت رحمت ہو یا عدالت
 سب کا حال بوجہ مرض قبیح یکساں ہوگا اس لئے بعض کی مقدوریت سے کل کی مقدوریت اور
 ایک کی عدم مقدوریت سے سب کی عدم مقدوریت مانتی ہے کی تو اب نظر فرم جو کوئی عدم مقدوریت
 کذب کا ذیل ہوگا اور مسکون میں کذب لا یشکب عدم مقدوریت خلافت عدل یعنی تعذیب ظالم اور
 سفارت کفار کا ذیل ہوتا بھی لازم ہوگا ظاہر ہے کہ کذب کلام لفظی کو بوجہ ترجیح معلوم غیر
 مقدور کہا جائے گا تو ضرور تعذیب ظالم و غیرہ کو بوجہ مخالفت صدق و عدل و حکمت جو کہ ترجیح ہے
 غیر مقدور کہا جائے گا اور جو کوئی خلافت عدالت و حکمت کو بوجہ ترجیح مقدور و باری کہے گا اسکو خلافت
 صدق یعنی کذب کو بھی مقدور کہا ضروری ہوگا تو اب وہ عبارات کہ جن سے افعال قبیحہ کا
 مطلقاً کسی خاص فعل قبیح کا مقدور ہونا ثابت ہے وہ عبارات مقدوریت کذب متنازع فیہ پر
 بھی دلیل کافی اور حجت شافی سمجھی جائیگی کہ امر اخیر میں یہ عبارت محقق و دانی محکمہ صدق جو کہ
 خلافت حکمت کے مقدوریت پر دلالت دیتا ہے اور ایک عبارت تفسیر کی ہو کہ افعال قبیحہ کے مقدور
 اور یا نسبت الی الباری غیر قبیح ہونے پر دلالت دیتا ہے جس کی وجہ سے اہل فہم
 حسب بیان سابق کذب متنازع فیہ کا حکم آپ بھی دیکھیں کہ محقق موصوف شرعی عقائد میں دلائل جلیلہ
 شرعیہ و اصولیہ فرماتے ہیں ان الواجب اما عبارة عما یحق تارك الذم كما قال بعض المحققین
 ادوات عقلیہ یا حکمت کہ افعال بعض خیر یا قدر اللہ تعالیٰ علی انفسہ ان یفعل ولا یشکر فالت کا ان کو
 بیان گناہ حسنہ بعض الصوفیہ و الکلامیہ کہ اشعر بلوا سہل الايات والا حادین مثل قوله تعالیٰ
 ان یلیس احسنہم تو کہ عاید سلام جا کیمن الس افعال عبادی انی حرمت النظم علی نفسی اللہ تعالیٰ

باطل لانه تعالیٰ المالک علی الاطلاق والانتصوت فی ملک کثیف یشار لہما وجوب الی الزام اصطلاحی مثل
 من افعال بل ہوا محمودی کل افعال و کذا الثانی لانا تعلم احبالا ان یسج افعال کثیف احکامہ المصلح
 لای علیہ احکامہ و المصلح قویہ علی الاثر ازم رعایتہ احکامہ و المصلح لا یجب لہ تعالیٰ الی سبب علیہ فعل حم
 یسئلون و کذا الثالث لانا ان اسیل باطنی صمد و خلافتہ تعالیٰ ہوا فی الصبح و فی العریض
 من ہوا الشکر وان لم یفعل بہ فایں معنی الوجوب اذ جیند نکون محصلہ ان اللہ تعالیٰ لا یشرک علی طریق
 جری العاۃ و ذکر کسب من الوجوب لی شئی بل یكون الاطلاق الوجوب مجرد العظمیٰ انتہی اس عبارت
 میں جملہ رعایتہ احکامہ و المصلح لا یجب علیہ تعالیٰ بالتصریح مقدوریت خلافت حکمت پر دلالت دیتا ہے
 سے مقدوریت کذب و عدم وجوب صدق بھی لازم آتا ہے اور جملہ دلالتہ تعالیٰ ملک کثیف یشار لہما وجوب
 الی الزام اصطلاحیہ و غیرہ سے مقدوریت جملہ افعال مفہوم ہوتی ہے جس میں ہوں یا قبیح و ہوا مطلوب تفسیر
 لیس من المال الخلق والامر تیارک المدرب العالمین کے ذیل میں مذکور ہے کہ ہذا المایہ علی ان
 اشیاء لا یجوز ان یفعل بوجہ ما ید الیہ ان الحسن لا یجوز ان یسج لوجہ ما ید الیہ ما یسج من العدا ان
 لیس لہما تعالیٰ لہ ان یا مر جا شاریف شار و لو کان الشیخ لوجہ ما ید الیہ ما یسج من العدا ان
 الا ما حصل منہ ذلک و ذلک الوجوب و لا ان شئی الاعمالیہ و جہا لیس فہم لم یسج لہما فی الامر و اللہی کما شار
 و ارامع ان الایۃ تفتنی ہذا المعنی انتہی تقریر مطوہ سے ظاہر ہے کہ فعل قبیح کا امور ہونا اور
 فعل حسن کا ہونا عینہ کر دینا قدرت باری تعالیٰ میں داخل ہے کیونکہ اس حسن و قبح کو ذات تبارک و
 متعال سے حسب ارشاد و اہم تعلق نہیں بہت سے بہت یہ قبیح لاحق ہوگا تو کلام لفظی مخلوق کو
 لاحق ہوگا اسی پر عمل شریعت کے حسن و قبح اور دیگر افعال کے حسن و قبح کو قیاس فرمایا جائے اب ان
 تقریرات علماء کے بعد عرض ہے کہ واقعی اشار خلافت کل اتنی بات تھی کہ افعال قبیحہ بلا عدم
 صدور و عدم وقوع ذات اقدس سے تحقق علیہ فریقین ہے وہ قدرت میں ہی داخل ہیں
 یا نہیں موجب اقوال اکابر سے بالبدایت معلوم ہو گیا کہ اہل سنت کے نزدیک خال مذکورہ داخل
 قدرت ہو کر بوجہ حکمت و غیرہ متمنع الصدور ہو گئے ہیں اور فرقہ نظامیہ کے عقیدہ میں حق تعالیٰ
 شانہ کا تہہ اسی امر میں ہے کہ شایع مسلمہ کہ قدرت قدیمہ سے خالق اور متمنع بالذات مانا جائے
 چنانچہ شرح مواقف و غیرہ کتب کے عار سے یہ مضمون معروف و معلوم ہو چکا ہے تو اب بوجہ البعد و غیرہ کا

ایمان ہو گیا ہے کہ جو فرقہ اعتقاد قبول کرے کہ کذب علی و غیرہ کوئی حد نہ ہے مفہوم راویہ جو صفات دیگر
 اور جو متشع الصدق کہتا ہے وہ سراسر موافق اہل سنت اور تابع القیاس و سنی ہے اور جو کہ
 اس وقت کو کہ کوئی مفہوم راویہ اعتقاد مطلق سے خارج فرما رہے ہیں ہر وہ صفات فرقہ نظام کے
 ہم صلیح ہیں رہے ہیں اور اس قبلی پر تعین سنت پر مزور ایہ جو کلمہ علی جاری کیا جائے
 اس پر کسی کا کیا علاج اگر کلاما کراہی سنت خدا نخواستہ مزور ایہ ہی تھے تو یہ لقب اب ہم کو ہی برا
 نہیں ملے گا جو صاحب ارشاد حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ ہم بھی عرض کرتے ہیں شہر
 ان کا ان سب اعلیٰ رفعتا فانی ارفع الاحادیث اہل اجواء اور ان کے اتباع کے شہر سے تو انشاء اللہ
 ان حضرات کا مزور ایہ ہونا بھی انتہائی ہو گا شہر ترسم کہ صریح مذکور و نیاز خواست ہر مان حلال شیخ
 راب ہر امر باء ایہ الحسوس شریعہ اور احوال کا ایک بعد ہو گا جو ہر حد کی دلیل کی حاجت نہیں
 صاحب ترسم ایہین دو احرون سے اثبات مدعا کا ارشاد کیا تاہنا سو مجہدہ دونوں امر اول سے مدعا
 متعین حضرت مولانا شہید بخوبی ثابت ہو گیا لیکن بعض جوہر سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
 ایک وہ استدلال عقلی بھی ثبوت مدعا کے مذکور کے ثبوتات کو دیا جائے سوا اول استدلال تو
 ہر حق ہے حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید رحمہ اللہ علیہ علی اباء الکلام نے بیان فرمایا ہے جس
 بہا میں یہاں پر میں اعتقاد بھی عرض کرتا ہے جس کا ثبوت مدعا میں اول امر یہ ہے کہ اکثر افراد انسان
 عقیدہ مطلق کو مستعد کرتے مخالفین پر القاء کر سکتے ہیں اور اس امر پر قادر ہیں جو اگر حملہ مذکورہ کے
 اعتقاد بنیاد پر حضرت ذوالجلال کو ہی قادر مانا جائے تو یہاں درہ قادر مطلق کی قدرت سے بندہ
 کی قدرت کو زاید مانا نہیں چکا ہو باطل بالبدایت چنانچہ عبارت مرقومہ بالامین ارشاد فرماتے
 ان چہ عقد قضیہ غیر مطابق اللوامع والقای ان ہر ملائکہ و انبیاء خارج از قدرت البیہیت والا
 لازم آید کہ قدرت الہی از بزرگتر قدرت ربانی باشد چہ عقد قضیہ غیر مطابق اللوامع والقای ان
 ہر مخالفین و قدرت اکثر افراد انسانی است کذب مذکور اسے منافی حکمت او استائیں اس
 اخیر است اصنافی امر یہ ہے کہ کمال مدعی اسی میں ہے کہ باوجود قدرت علی الکذب ہر
 شہرہ اپنے اختیار سے اس کو ترک کر دیا جاوے اور اگر چند دفعہ مجبور ہو کر کسی امر قبیح کو ترک کر لیا
 تو اس میں کچھ خلی نہیں چلتی ان جو تو یہ ثابت ہو جائے کہ قول شیخ را کہ کوئی قادر و مدعا درست

شیخ ذریہ آخر میں ہمارے ہی عدم کذب کی وجہ سے مدوح ہونے پائیں وہو ظاہر البطلان چنانچہ
 آگے ارشاد فرماتے ہیں اولہذا ہم کذب را کمال است حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرمایا
 ان من یحکم بظلمات اخرس و ہذا کہ ایشان را کسی ایسا کذب ہوجہ سبب و ہر ظاہر است کہ حضرت
 کمال نہیں است کہ شخصے قدرت پر حکم بظلام کا ذب میدارد و بنا بر رعایت منصفیت و تقصا
 حکمت نیزہ از شوب کذب حکم بظلام کا ذب نہیںاید ہاں شخص مدوح ہو کہ سبب کذب
 و انصاف کمال صدق بخلاف کسی کہ اسان او باؤف شدہ باشد و حکم بظلام کا ذب نہ تو اندر و یا
 قوت متفکرہ او قائم شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابق اللوامع والقای ان ہر کلام الشراف
 اور استدلال بیان فرمودہ حضرت مولانا شہید ایسا بھی ہے کہ بجز متعین و ہر حق کوئی
 غیر نہ صحت انشاء اللہ اسکا مشرک نہ ہو گا چنانچہ اسکے متعلق اعلیٰ باب میں حق بھی اور زیادہ عرض
 کر چکا ہوں اس سے استدلال مذکور کی خوبی بخوبی معلوم ہو جائیگی دوسرے استدلال عقلی و ہر
 جو مقدمات مذکورہ بالا سے اہل فہم خود انشاء اللہ تعالیٰ سمجھ گئے ہونگے تو شیخ اسکی یہ ہے کہ
 صدق ہو کہ تعین ذات واجب ہے نہ صفات حقیقہ و تعین و اقل ہے تو حکم مقدمہ اولی
 ثبوت متعین الذات الواجبہ احباب ذاتی کے مواد ثبوت تعین و اقل ہو گا اور سبب صدق مواد
 ثبوت متعین ذاتی میں شمار ہو سیکے گا لو اب الواجب صادق اور الواجب لیس ایسا ہی ہر وہ شخص
 قصداً یا بے حکمت میں محدود ہونگے یہ دوسرا امر ہے کہ الواجب صادق کو بوجہ عرض ضرور قوا
 بالشر اور الواجب لیس البصا و حق کو بوجہ عرض امتناع متشع بالغير کہنا ضرور ہو گا و ہوا مطلوب
 علاوہ انہیں صدق و کذب کلام اعلیٰ حقیقہ میں کلام لفظی کے اوصاف ہیں اور کلام لفظی مخلوق
 و نہایت ہے چنانچہ مقدمہ سویم ششم میں معروض ہو چکا ہے اور حملہ مخلوقات اور ان کے
 اوصاف قبیح ہوں یا حسن بالبدایت مقدمہ ربانی میں جس سے صدق و کذب کلام لفظی کا مقدمہ
 ہونا ضرور ظاہر ہوتا ہے باقی مشکلم کو کسی کلام کے حکم کے سبب صدق کا ذب ہوتا اور منصفیت بالصدق
 و الکذب سمجھنا اہل فہم کے نزدیک انصاف انسانی ہو گا انسانی و انسانی ہوا انصاف مذکور کو حقیقی اور
 خالص کہنا تو اور ہے کہ کلام معلوم ہوتا ہے کہ کلام اول تو صدق و کذب کلام کے اوصاف
 فانیہ میں نہیں شکلم کے اوصاف و تعین ہو گیا و اقل ہونے سبب جانتے ہیں کہ بوجہ مطابق اللوامع والقای

ختم شد

مخطوطات شاهي کتب خانہ دیوبند

[illegible]